RG. E. P. No 861

رجسٹرڈ ای۔ پی نمبر ۸۶۲

الیس اللہ بکاف عبدہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے فی پرچہ ۲ر

تواریخ اشاعت:- ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲ | ۲۱ ہجرت ۱۳۳۲ ہش - ۷ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ - ۲۱ مئی ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۹

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا اور کچلا جاؤں اور ایک ذرے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں۔ اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل۔

اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا۔ جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کر دے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو۔ کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے۔ جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ کوئی چیز ...

([illegible])

سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع مشعر ہے کہ

حضور ربوہ میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور باقاعدہ درس قرآن کریم فرما رہے ہیں۔

ننکانہ صاحب کے پوتر پانی کی سکھ بھائیوں کو پیشکش

قادیان ۱۵ مئی۔ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے مقامی سنگھ سبھا کو ننکانہ صاحب کے اس خاص کنوئیں کا متبرک پانی (جل) پیش کیا گیا جہاں سے گورو نانک صاحب اپنی زندگی میں پانی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ یہ متبرک تحفہ مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین جو چند دن ہوئے ننکانہ صاحب سے ہوتے ہوئے قادیان آئے تھے اپنے ساتھ لائے تھے۔ یہ پوتر پانی ان کو سردار ہزارہ سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی ننکانہ صاحب نے دیا تھا۔

اس متبرک عطیہ کے دینے کے لئے ایک خاص تقریب کا انعقاد گوردوارہ شہید گنج نزد ریلوے سٹیشن قادیان میں سات بجے صبح کیا گیا جس میں علاوہ بہت سے سکھ دوستوں کے احمدی احباب بھی پچاس ساٹھ کے قریب شامل ہوئے۔ جن میں جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ قادیان۔ جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی۔ بی۔ اے ناظر امور عامہ قادیان۔ مولوی عبد القادر صاحب فاضل معاون ناظر امور عامہ اور چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین شامل تھے۔

جناب گیانی لابھ سنگھ صاحب فخر جنرل سکرٹری سنگھ سبھا نے گوردوارہ کے دروازہ پر احمدی دوستوں کا استقبال کیا۔ اور ایک مختصر سی تقریر میں گورو نانک صاحب اور دوسرے بزرگوں کے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ اس وقت احمدیہ جماعت قادیان کے معزز افراد ان تعلقات محبت کو مضبوط کرنے کے لئے پے در پے سکھ بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کا سلوک کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے کئی مواقع پر اپنے تعاون اور محبت کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ ان کے اچھے سلوک سے ہم ان تلخ باتوں کو جو تقسیم کے وقت ہمارے سامنے آئیں بھولتے جاتے ہیں کچھ عرصہ پہلے بعض شریروں نے ہمیں جماعت احمدیہ کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور ہم حقیقتاً اس روادار اور صلح کل جماعت سے بدظن رہے۔ لیکن اب اس جماعت کو قریب سے دیکھنے سے اور اس سے تعلقات بڑھانے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس جماعت کے لوگ بہت ہی بااخلاق اور روادار ہیں۔ اور بڑے بلند خیال رکھنے والے ہیں۔ اور امید ہے کہ ایسے لوگوں سے ہی دوبارہ محبت اور خلوص پیدا ہوگا۔ اور آپس میں جھگڑا اور فساد مٹ جائیگا۔

آپ نے تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ سنگھ سبھا کا ارادہ تھا۔ کہ اس موقعہ پر منادی کرا کر قادیان اور اردگرد کے دیہات سے کثرت سے لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک بھاری اجتماع کیا جائے۔ لیکن چونکہ چوہدری کرم الٰہی صاحب آج ہی واپس جا رہے ہیں۔ اس لئے بر وقت انتظام نہیں ہو سکا۔ جس کا افسوس ہے۔ جناب گیانی صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر نے مختصر الفاظ میں ننکانہ صاحب میں رہنے والے سکھ بھائیوں کا پیغام محبت پہنچایا۔ اور ان کے حالات بتائے۔ انہوں نے تقریر میں یہ بھی کہا کہ احمدیہ جماعت تمام مذاہب کے اوتاروں اور بزرگوں پر اسلام کی تعلیم کے مطابق ایمان رکھتی ہے اور ان کی عزت و احترام کرنا فرض خیال کرتی ہے۔ لہذا احمدیہ جماعت کے مبلغین کے ذریعہ آج گورو نانک صاحب کا نام اور احترام یورپ۔ امریکہ اور افریقہ کے علاقوں میں بھی جہاں کبھی کسی سکھ پرچارک کو جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ پھیل رہا ہے۔

اس کے بعد وہ متبرک پانی جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ جناب گیانی صاحب کو پیش کر دیا۔ جس کا مختصر الفاظ میں جناب گیانی صاحب نے تمام سکھوں کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔

اور یہ تقریب بخیر و خوبی ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ختم ہوئی۔

وہ ظلِّ خدا افضلِ عمر قدرتِ ثانی

از ڈاکٹر عبد اللہ خاں صاحب اختر جنجوعی کوٹ مومن سرگودھا

ربوہ کی زمیں پاک ہے رہتا ہے خلیفہ | ہے خاص خداوند کی رحمت کا نتیجہ
وہ کھانا کھلاتا ہے ہزاروں کو ہمیشہ | کیا خوب نکالا ہے یہ لنگر کا طریقہ
دنیا کے کناروں سے یہاں آتے ہیں مخلص | مشرق ہو یا مغرب ہو یا بنگال۔ اڑیسہ

اسلام کی ہر بات کو اپنایا ہے جس نے | ہر ملک میں اسلام کو پھیلایا ہے جس نے
ہر کافر و دیندار کو پیغام سنا کر | توحیدِ خداوند کو چمکایا ہے جس نے
عاشق ہے وہ سرکارِ مدینہ کا حقیقی | ہر دشمنِ ایمان کو تڑپایا ہے جس نے
دنیا کے ہر اک عیش کو آرام کو چھوڑا | اور پرچمِ اسلام کو لہرایا ہے جس نے

وہ ظلِّ خدا افضلِ عمر قدرتِ ثانی: | وہ حسن و احسان کی گرانقدر نشانی
بے آب و گیاہ صدیوں سے ربوہ کی زمیں تھی | آک پاؤں کی ٹھوکر سے نکالا ہے یہ پانی
تفسیرِ کبیر ایک گہر بار ہے بادل | رلتے ہوئے موتی ہیں کہ دریا کی روانی
قرآں کے معارف ہیں کہ اک سیلِ رواں ہے | کھولے ہیں شریعت کے سبھی رازِ نہانی

بھولے ہوئے انساں کو رستہ بھی دکھایا | ہاتھوں سے پکڑ کر اسے اللہ سے ملایا
کیونکر نہ ہو ایسا کہ وہ مہدی کا پسر ہے | مشرک کو بھی جب کلمۂ توحید پڑھایا
پھیلا دیئے ہر گوشۂ دنیا میں مبلغ | اسلام کا ہر رنگ میں ڈنکا ہے بجایا
نفرت جو کیا کرتے تھے اسلام سے ہر دم | اب ان کو بھی اس دین کا گرویدہ بنایا

حکمت سے ہی لبریز ہر اک بات ہے ان کی | تشریح احادیث و آیات ہے ان کی
آنکھوں سے رواں اشک دعائیں بھی مسلسل | اللہ سے دن رات ملاقات ہے اُن کی
ہر دشمنِ ایماں کو ایمان دیا ہے | پتھر بھی کیا موم کرامات ہے اُن کی
اختر نے کبھی ان میں برائی نہیں دیکھی | احراری جو کہتے ہیں خرافات ہے اُن کی

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

رپورٹ جماعت احمدیہ بھدرواہ ریاست جموں

چھ سال کے بعد مبلغ صاحب آنے پر بفضلہ تعالےٰ تربیت و تبلیغ میں سرگرمی عمل میں آئی۔ پانچ افراد نے احمدیت قبول کی۔ جس پر مخالفین نے عوام بارسوخ افراد اور حکام کو بدظن کرنے کی کوشش کی۔ اور افراد جماعت کو دھمکیاں دیں۔ الحمد للہ کہ دانشمند حکام اور سمجھدار طبقہ متاثر نہیں ہوا۔ مبلغ صاحب نے ڈ۔ ہ۔ ی صاحب سے ملاقات کر کے جماعت کے قیام کا مقصد بتایا کہ سلسلہ کی بنیادی تعلیم میں تمام نبیوں اور اوتاروں کا احترام حکومت وقت کی اطاعت۔ بغاوت فتنہ و فساد اور ہڑتالوں وغیرہ سے اجتناب ہے۔ جماعت کی چونسٹھ سالہ روش اس کے نیک رویہ کی شاہد ہے۔ مخالفین اکثریت کے بل بوتے پر جماعت کا بائیکاٹ کرتے قبرستانوں میں دفن کرنے میں مزاحم ہوتے رہتے۔ اور اب بھی ہمسایہ ملک میں ایک وسیع پیمانہ پر ننگ انسانیت سلوک کیا گیا۔ لیکن اس بات کی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ جس مقام پر جماعت احمدیہ کی اکثریت ہو۔ وہاں ان سے بھی ایسے افعال سرزد ہوتے ہوں۔ جماعت کی رواداری اور وسعت حوصلہ بے مثال ہے۔ جماعت میں سے جو شخص اخلاق سے گر جائے نظام جماعت خود اس کو ایسے امور پر سزا دیتا ہے۔

تھانیدار صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے فون پر سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سے ذکر کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اسی طریق کے مطابق عمل پیرا ہیں۔ جلسہ نہ کریں۔ تاکہ امن میں خلل نہ آئے۔ سو یہ یقین دلایا گیا کہ ہم سے اب کوئی فعل سرزد نہیں ہو گا۔ کہ جس سے امن عامہ میں خلل واقع ہو۔ اور انہی حالات کے پیش نظر پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ پبلک جلسہ کیا جانا مناسب نہیں۔

محترم مبلغ صاحب کے تین ہفتہ کے قیام میں علاوہ ان کی تبلیغی ملاقاتوں اور تقسیم لٹریچر کے ذیل کے تربیتی کام کئے گئے۔

(۱) قرار پایا کہ اگلے سال مسجد احمدیہ تعمیر کرنے کے لئے ابھی سے مقامی جماعت سے چندہ جمع کیا جائے۔ مبلغ صاحب نے بھی اس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

(۲) میاں جلال الدین صاحب میر کے ہاں جمعہ اور فجر اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کرنے اور بعد نماز فجر خاص طور پر نومبائعین کی تربیت کے لئے درس کرنے کا انتظام کیا گیا۔

(۳) احمدی احباب کی مستورات سے متعدد ہنوز غیر مبائعہ یا غیر احمدی ہیں۔ ان کی تربیت کے لئے ان کی جمعہ میں شمولیت اور بعد جمعہ اُن میں درس کا انتظام کیا گیا۔

(۴) بچوں کو نماز یاد کرائی۔ آئندہ دورہ میں ان کا امتحان ہو گا۔ والدین کو تلقین کی گئی۔

(۵) نظارت تعلیم کی طرف سے منعقد ہونے والے امتحان الوصیت کے لئے احباب کو تحریک کر کے ان کے نام نظارت کو بھجوا دیئے گئے۔

(۷) بارہ سال کا چندہ جات کا حساب کتاب چیک کیا اور حساب کتاب صحیح طور پر رکھنے کا طریق تمام احباب کو بتایا۔

(۸) جماعت نے ۸/۱۵۱ روپے کا بجٹ بھیجا تھا اس کی بجائے ۴۱۰ روپیہ کا بجٹ تیار کیا ہے۔ (۹) ۷۶/۲/۷ روپے وصول کئے گئے جس میں تین سالوں کا سارا بقایا اور نئے بجٹ کا چندہ شامل ہے۔ (۱۰) آئندہ تین سال کے لئے عہدہ داروں کا انتخاب کیا گیا۔ (۱۱) انہوں نے ۵/۵۲ کو عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ بنت مکرم حیدر خاں صاحب کا نکاح پانچ صد روپیہ مہر پر عزیز عبدالغنی صاحب میر ولد مکرم غلام محمد صاحب عرف محمد جو میر سے پڑھا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ مبلغ صاحب کی تلقین کے بغیر یہ تقریب بغیر مروجہ رسوم کے سادگی سے سرانجام نہ پاتی۔ جماعت احمدیہ بھدرواہ

م کے نہ امردوں ۵ مستورات اور ۱۹ بچوں پر مشتمل ہے۔ احباب سب کی بہتری نو احمدیوں کی استقامت اور اس علاقہ میں احمدیت کی ترقی کے لئے دعا فرماویں۔ فقط والسلام

خاکسار محمد عبد اللہ صدر جماعت احمدیہ

بھدرواہ ضلع ڈوڈہ ریاست جموں کشمیر

راز کرام پاک۔ سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

قرآن خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھراتے ہیں
اُس آفتاب سے وہ عجب دھوپ پاتے ہیں

دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
سب قصہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرہ بھر

مردہ پرست ہیں وہ جو قصہ پرست ہیں
پس اسلئے وہ مورد ذل و شکست ہیں

بن دیکھے دل کو دستوری نہیں ہے کل
نقصوں سے پاک کیسے ہو یہ نفس پُر خلل

اے سونیوالو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پر گر اس سے ہیں جدا

اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

سوز و گداز کی دوا یہی وصل الٰہی ہے
اس قید میں ہر ایک گنہ سے رہائی ہے

پر جس خدا کے ہونے پہ کوئی نہیں نشاں
کیونکر نثار ایسے پہ ہو جائے کوئی جاں

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
دلبر کی مرنے والوں پہ ہر دم نگاہ ہے

ناپاک زندگی ہے جو دوری میں کٹ گئی
دیوار زہد خشک کی آخر کو پھٹ گئی

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں

حیات الآخرۃ

تبصرہ

مندرجہ عنوان کتاب حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ کی تصنیف ہے۔ جس میں علاوہ اور اہم مباحث کے مندرجہ ذیل عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور ذاتی مشاہدات سے اخروی زندگی کے ثبوت میں دلائل مہیا کئے گئے ہیں۔

۱۔ عقیدۂ حیات آخرت کے بارے میں بنیادی اصل
۲۔ انسانی پیدائش کی علت غائی۔
۳۔ حیات آخرت کے متعلق مذاہب عالم کا اتفاق۔
۴۔ منکرین حیات آخرت کے انکار کی اصل وجہ۔
۵۔ حیات انسانی کے متعلق یورپ کا زاویۂ نگاہ
۶۔ حیات آخرت کے متعلق اجتماعیہ نظریہ
۷۔ حیات آخرت کے بارے میں منکرین کے اصل روگ اور اُن کی بیماریاں
۸۔ واقعات کی شہادت۔
۹۔ مسئلہ حیات آخرت کے متعلق میرا انشراح صدر اور اس کا بڑا سبب
۱۰۔ حیات آخرت کی کیفیت کا علم تیاسی ہو سکتا ہے۔ مگر اس کی ماہیت کا نہیں۔
۱۱۔ قیامت کا مفہوم۔
۱۲۔ روح بشری بہرحال ایک جسم کی محتاج ہے۔
۱۳۔ عالم آخرت مشہور کائنات کی تمثیلی تخلیق کا نمونہ ہوگا۔

کتاب دیدہ زیب ہے، کتابت اور طباعت نہایت عمدہ ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر احمدی دوست اس کو خود پڑھے۔ دوسروں کو پڑھنے کے لئے دے اور اس کے نسخے لائبریریوں میں رکھے جائیں۔ خدا تعالےٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر دے۔ جنہوں نے یہ قیمتی تصنیف کر کے احمدیہ لٹریچر میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بقیہ ایڈیٹوریل صفحہ ۳

اور حقائق کو زیر نظر لاتا اور فیصلے کرتا ہے ابھی تک بہت سے مسلمان محض مسلمان ہونیکی وجہ سے ناقابل اعتبار اور غیر مستحق قرار دیئے جا کر بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ ابھی تک وفادار اور پُر امن مسلمانوں کی ایک تعداد فرقہ وارانہ ذہنیت کے لوگوں کی حرکات کی وجہ سے بے اطمینانی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

ان سب باتوں کے تدارک کے لئے جبتک عملی قدم نہ اٹھایا جائے اور ملک کے ہر طبقہ کو نئے رنگ میں نہ ڈھالا جائے۔ فرقہ داری کے اس دیو سے نجات حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔

ضروری اطلاع

حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ چند دنوں سے ان کی طبیعت خراب اور کمزوری زیادہ ہے۔ اس لئے وہ احباب اور مخلصین کے خطوط کا فرداً فرداً جواب نہیں بھجوا سکتے۔ تاہم ایسے دوستوں کو جو ان کو دعا کے لئے لکھتے ہیں۔ خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔

ہفت روزہ بدر قادیان ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱ مئی ۱۹۵۲ء

رمضان المبارک اور فسادات ۱۹۴۷ء

کسی چیز کی خوبی یا برائی کا علم امتحان اور تجربہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اسلام میں ایک ماہ کے فرضی روزے رکھنے کا جو طریق رکھا گیا ہے اگرچہ وہ مذہب اسلام میں منفرد نہیں بلکہ تقریباً سب [illegible] مذاہب روزوں کے فوائد کے قائل ہیں۔ اور اس طریق کو روحانی اور جسمانی ترقی کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور کسی قدر اختلاف کے ساتھ روزوں کا سسٹم اکثر مذاہب میں پایا جاتا ہے پھر بھی بعض معترضین جو صرف اعتراض اور مخالفت کی خاطر اعتراض پیش کرنے کے عادی ہیں۔ اسلامی روزوں کو صحت کے لئے مضر اور تکلیف مالایطاق قرار دیتے ہیں۔ بلکہ بعض ناواقف مسلمانوں نے بھی [illegible] سے بچنے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حالات کے مطابق روزوں کا مروجہ طریق درست اور ضروری تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں اتنی سختی مناسب نہیں۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجودہ زمانہ میں ہوتے تو یقیناً اس طریق کو زیادہ نرم اور قابل عمل بنانے کا حکم صادر فرماتے۔

افسوس ہے کہ یہ معترضین انسانی ترقی کے لئے اس نہایت ہی اعلےٰ طریق کی بے شمار حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بے شک ایک لمبے وقت تک بھوکا اور پیاسا رہنا بالخصوص موسم گرما کے لمبے اور گرم دنوں میں مشقت آمیز اور تکلیف دہ ہے۔ لیکن وہ کونسی زندہ قوم ہے جو بغیر مشقت کی عادی ہونے کے ترقی کی منازل کو طے کر سکے۔ اور پھر کونسی قوم یا فرد اس بات کی گارنٹی دے سکتا ہے کہ وہ ہمیشہ ناز و نعمت اور سہولت و آرام میں ہی بسر اوقات کرے گا۔ اور اس کو کبھی شدید [illegible] اور مصائب سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا حقیقت یہ ہے کہ صبر آزما مصائب و شدائد ہی انسان کو اجتماعی اور انفرادی اعتبار سے آگے بڑھاتی ہیں۔ اور ایسی مشکلات کو وہی قومیں یا افراد برداشت کر سکتے ہیں جو ان کو جھیلنے کے لئے قبل از وقت مشق کرتے اور ٹریننگ لیتے ہیں۔

۱۹۴۷ء میں جب [illegible] کی تعداد میں پنجاب کے دونوں حصوں میں آبادی کا تبادلہ تھا۔ اور لوگوں کو بے سروسامانی کی حالت میں پیدل قافلوں میں سینکڑوں میل کا سفر طے کرنا پڑا۔ تو اس وقت وہ لوگ جو بھوک پیاس کی شدت اور دوسری مشقتوں اور شدائد کے عادی نہ تھے۔ بری طرح بے بس اور نڈھال ہوئے۔ اور ان میں سے بہت سے جانبر نہ ہو سکے۔ لیکن جن لوگوں نے اپنی زندگی کے ناز و نعم میں شدت اور مشقت کے کانٹوں کو بھی سمویا ہوا تھا۔ وہ نسبتاً سہولت و آرام سے ان مصائب سے گذر گئے۔ چونکہ وہ بھوک برداشت کرنے کے عادی تھے۔ پیاس برداشت کرنے کے خوگر تھے۔ اس لئے ان مصیبت کے ایام میں ان کے لئے مشکلات بالکل نئے معلوم نہیں ہوتے تھے۔

پس ۱۹۴۷ء کے مصائب کا تصور یقیناً رمضان المبارک کی ضرورت اور اہمیت کو واضح طور پر سامنے لاتا ہے۔ اور تجربہ اس کی ضرورت کا احساس کراتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ جہاں جائز حد تک اپنے جسمانی آرام و سہولت کا خیال رکھیں وہاں اپنے آپ کو تکلیف کا بھی خوگر بنائیں۔ اور اس امر کی ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے رمضان المبارک کے روزے ایک بہترین ذریعہ ہیں۔ جن سے نہ صرف جسمانی اور تمدنی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ روحانی طور پر بھی ترقی و برکت ملتی ہے۔ آج ترقی کرنے والی قومیں اپنی ترقی و سربلندی کے لئے نئی نئی تجاویز اور منصوبے سوچتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان ان ترقی کی راہوں کو بھی چھوڑ رہے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے ان کے لئے مقرر فرمائیں۔ اور اس کے مقدس رسول کے ذریعہ سے ان کو بغیر کد و کاوش اور سوچ و بچار کے حاصل ہو گئیں۔

حربۂ تکفیر اور علماء زمانہ

آج کل پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں میں جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے خلاف تکفیر کا بازار گرم ہے۔ اور علمائے تکفیر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ احمدیہ جماعت کو اپنے فتاوی تکفیر سے خارج از اسلام قرار دے کر اس کو نابود کر دیں گے۔ حالانکہ ان کا اس تکفیر بازی کے مشغلہ کو اختیار کرنا ہی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے منجانب اللہ اور حق پر ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ علماء جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "علماءھم شر من تحت ادیم السماء" کے الفاظ میں آسمان کے نیچے بدترین مخلوق قرار دیا۔ اگر فتنہ و فساد اور شرارت پھیلانے کے لئے کفر اور اخراج کے فتوے نہ لگائیں تو اور کیا کریں۔

بے شک علماء کا یہ حق تھا کہ وہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے ماتحت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعاوی اور دلائل کو پرکھتے۔ اور آپ کی جماعت سے آپ کی صداقت اور من جانب اللہ ہونے کے ثبوت مانگتے۔ لیکن ان کا یہ خیال کر لینا کہ آنے والا موعود یا مدعی تجدید و اصلاح ان کے خود ساختہ عقائد و خیالات کی پابندی کرے گا کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا کیونکہ جب مدعی مہدویت و مسیحیت کی بعثت ہی اُمت کے بگاڑ کے وقت ہوتی ہے اور اس کی غرض ہی رائج الوقت اعمال اور عقائد فاسدہ کی اصلاح و درستی ہے تو علماء کے خود ساختہ خیالات و عقائد کے مطابق وہ آنے والا موعود کس طرح پورا اتر سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے اس کو "حکم" اور "عدل" کا نام دیا ہے۔ یعنی وہ علماء کے مختلف عقائد کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق حکم اور فیصلہ صادر فرمائے گا۔ پس موجودہ علماء کا بعض اسلامی مسائل کے متعلق اپنے خیالات کی درستی پر اصرار کرنے اور اس بناء پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر فتوے کفر لگانے میں کسی طور پر بھی حق بجانب نہیں۔

باقی جو کچھ علماء اس وقت کر رہے ہیں یہ خود حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کر رہا ہے۔ جس کی تائید علماء و بزرگان سلف کی واضح تحریرات سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مکتوب پنجاہ و پنجم صفحہ ۱۰ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"مسیح موعود جب دنیا میں آئے گا تو علماء وقت اس کے مقابل آمادہ مخالفت ہوں گے۔ کیونکہ جو باتیں بذریعہ [illegible] اور اجتہاد کے وہ بیان کرے گا وہ اکثر دقیق ہوں گی۔ اس وجہ سے مولویوں کی نگاہ میں کتاب و سنت کے برخلاف نظر آئیں گی۔ حالانکہ وہ درحقیقت برخلاف نہ ہوں گی۔"

ایسا ہی نواب صدیق الحسن خان صاحب نے بھی تحریر کیا ہے کہ:۔

"چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیائے سنت و اماتت بدعت فرماید۔ علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتداء مشائخ و آباء خود باشند گویند کہ ایں شخص خانہ برانداز دین و ملت است و بر مخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم تکفیر و تضلیل وے کنند"

یعنی جب امام مہدی آئیں گے تو اس وقت کے علماء جو ہمیشہ آباؤ و اجداد اور مشائخ و فقہاء کی پیروی کرتے ہیں کہیں گے کہ یہ شخص اسلام کو مٹانے والا اور دشمن دین ہے۔ اس کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور جیسا کہ ایسے علماء کی عادت ہوتی ہے اس کے خلاف کفر اور گمراہی کے فتوے صادر کریں گے"۔

اب پاکستان میں اور بعض دوسرے علاقوں میں علماء نے جو تکفیر و تضلیل کی جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے خلاف گرم بازاری کی ہے اس سے بزرگان سلف کے بیان کے مطابق سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور برحق ہونے کے اور کیا ثابت ہوتا ہے۔ کیا کوئی خدا سے ڈرنے والا اس امر پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟۔

فرقہ پرستی کے خلاف جہاد

جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم و پریذیڈنٹ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے ۱۲ مئی کو نئی دہلی میں کانگریس پارلیمنٹری پارٹی کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ کانگریس کے ممبران اپنے اپنے علاقہ میں فرقہ پرستی کے خلاف جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوں"۔

جہاں تک اس ہدایت کا تعلق ہے یہ بہت مبارک ہے۔ جناب وزیر اعظم صاحب ایسی ہدایت دینے کی وجہ سے مستحق صد مبارک ہیں۔ اگر فرقہ پرستی کے دلدل کامیابی سے خشک ہو جائے تو یقیناً ملک کی اکثر مشکلات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ فرقہ پرستی کا مرض اتنا گہرا اور مزمن ہو چکا ہے کہ صرف زبانی اعلانات سے خواہ وہ وزیر اعظم و صدر کانگریس کی طرف سے ہی کیوں نہ ہوں اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔

ابھی تک ملک کے اخبارات کی ایک بہت بڑی تعداد پہلے کی طرح ہی فرقہ وارانہ انگیخت کرنے والے مضامین سے آغشتہ ہے مدارس اور کالجوں میں بطور نصاب تعلیم پڑھائی جانے والی تاریخی کتابیں ابھی تک فرقہ وارانہ ذہنیت سے لکھے ہوئے مضامین سے مملو ہیں جن میں ابھی تک پرانے مسلمان بادشاہوں کو بدیشی [illegible] ڈاکو، ظالم، خونی، متعصب اور قاتل لکھا اور لکھے جانے میں کمی نہیں آئی۔ اور بعض غرض یہ کہ حقیقی اقلیات کو مخالفانہ [illegible] بار بار سامنے لا کر فرقہ وارانہ فضا کو بار بار مسموم کیا جا رہا ہے ابھی [illegible] سرکاری [illegible] میں ایک [illegible] فرقہ وارانہ [illegible] سے واقعات

(باقی صفحہ [illegible] کالم [illegible])

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر مومن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ہر کام کا آغاز اور انجام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے

اگر تم اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت اور رحیمیت کو مدنظر رکھو تو تمہاری زندگی کے سارے اعمال درست ہو جائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم مئی ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

رات کو

گرمی کی وجہ سے

میں اندر سو نہیں سکا۔ اور باہر تیز ہوا تھی۔ اسلئے بائیں لات کے گھٹنے پر درد شروع ہو گئی۔ اور چلنا مشکل ہو گیا۔ مگر چونکہ میں سوٹیوں اور کلیج کے سہارے چل سکتا ہوں اس لئے مسجد میں آ گیا ہوں خطبہ میں بیٹھ کر پڑھوں گا۔

پچھلے دو جمعوں میں میں نے بسم اللہ کے متعلق بعض باتیں کہی تھیں۔ آج میں مختصراً اس آیت کے اگلے حصہ کے متعلق بعض باتیں بیان کرتا ہوں۔

قرآن کریم کی یہ خوبی ہے کہ اس کی آیات کی ترتیب اس قسم کی ہے کہ وہ اپنی ذات میں ہی

راہ نمائی کرنے والی

ہے۔ اس لئے اس کی طرف خاص طور پر اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک جگہ پر ایک باپ کھڑا ہو۔ اور اس سے نیچے ساتھ ہی اس کا بیٹا کھڑا ہو۔ اور کوئی کہے کہ یہ والد ہے اور یہ بیٹا ہے۔ تو اسے اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کہ باپ اونچی جگہ کھڑا ہے اور بیٹا نیچی جگہ کھڑا ہے۔ کیونکہ الفاظ اپنی ذات میں ان کے مدارج پر دلالت کر رہے ہیں قرآن کریم میں بات کو ایسی ترتیب سے بیان کرتا ہے کہ وہ ترتیب اپنے مطلب پر دلالت کر دیتی ہے اور اسے بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن اگر ہم کوئی بات بیان کرتے ہیں تو ہمیں تفصیل بیان کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ ہم نے اس بات پر زور کیوں دیا۔ یا زور دیا ہے۔ تو اس کے فلاں حصہ کو پہلے کیوں بیان کیا ہے۔ اور فلاں حصہ کو بعد میں کیوں بیان کیا ہے۔ چونکہ ہمارے خیالات محدود ہوتے ہیں۔ اور ہمیں مخاطب کے خیالات کا پتہ نہیں لگ سکتا اس لئے کئی دفعہ ہم اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہ مخاطب ہماری بات سے کیا نتیجہ اخذ کرے گا۔ لیکن قرآن کریم اس

خدا کا کلام ہے

جو اپنی بات کو بہتر رنگ میں پیش کر سکتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ سننے والا یا مخاطب اس سے کیا مطلب اخذ کرے گا۔ اس کے ذہن پر کیا اثر ہو گا

اس لئے وہ اپنی بات میں ان خیالات کو مدنظر رکھ لیتا ہے۔ اب دیکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں رحمانیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو بغیر کسی عمل کے دیتی ہے۔ اور بغیر کسی استحقاق کے دیتی ہے۔ اور یہ لفظ یہاں "اللہ" کی صفت کے طور پر بیان ہوا۔ اور "اللہ" نام عربی زبان میں اس ہستی کا ہے۔ جو تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہو۔ اور تمام عیوب سے پاک ہو۔ اور جب دنیا میں کوئی ایسی ہستی موجود ہے۔ جو سب صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ اور

سارے عیوب سے پاک

تو لازماً یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ہستی خالق بھی ہے اور مالک بھی ہے۔ خلق خود ایک صفتِ حسنہ ہے۔ اگر یہ صفتِ حسنہ اس ہستی میں نہیں پائی جاتی جس کے لئے عربوں نے "اللہ" کا نام مقرر کیا ہے۔ تو اس لفظ کا استعمال درست نہیں ہو گا۔ پس "اللہ" ہے تو ایک ہستی کا نام لیکن وہ مقرر کیا گیا ہے۔ ایک ایسی ہستی کے لئے جو خاص صفات رکھنے والی ہے۔ یہ لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس ہستی کے لئے یہ لفظ تجویز کیا گیا ہے اس میں سب صفاتِ حسنہ جمع ہوں۔ اور وہ سب عیوب سے پاک ہو پس "اللہ" اسم ذات ہے جو صرف ایک وجود کے لئے ہی وضع نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایک بامعنی وجود کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جیسے کسی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ بچہ کی پیدائش سے پہلے خواب آ جائے۔ کہ وہ بڑا نیک ہو گا۔ اور وہ اس خواب کی بناء پر اس بچہ کا نام وہ طاہر یا اطہر رکھ دے۔ تو طاہر یا اطہر اسم ذات اور علم بھی ہو گا۔ لیکن ساتھ ہی یہ نام بچہ کی کسی صفت کو مدنظر رکھ کر رکھا گیا ہو گا۔ پس ایک لحاظ سے وہ اسم ذات اور علم ہو گا۔ اور ایک لحاظ سے وہ کسی خاص صفت کو ظاہر کرنے والا ہو گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو لے لو۔

آپ کا نام "محمد" تھا۔ محمد اسم ذات ہے۔ لیکن

الٰہی تعرف کے ماتحت

یہ اسم صفت بھی ہے۔ اب اگر ہم لفظ "محمد" بولتے ہیں۔ تو اس سے اسم ذات اور اسم صفت دونوں مراد ہوتے ہیں۔ جب اسے بطور اسم ذات لیا جاتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بچہ کی پہچان کے لئے اس کا نام والدین نے محمد رکھا ہے۔ اور جب اسم صفت مراد لیا جاتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ بچے کا نام الٰہی تعرف کے ماتحت "محمد" رکھا گیا ہے۔ تا یہ اس کے خاص قسم کے اخلاق اور صفات پر دلالت کرے۔ پس بعض نام ذاتی بھی ہوتے ہیں اور صفاتی بھی ہوتے ہیں "محمد" ذاتی نام بھی تھا۔ اور صفاتی بھی اسی لئے جب مشرکین مکہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں تو صحابہؓ نے چڑ کر کہا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ عرب لوگ زبان تھے وہ یہ جانتے تھے۔ کہ اگر وہ "محمد" نام لے کر گالیاں دیں گے تو اس کے کوئی معنے نہیں ہونگے۔

محمد کے معنے

ہیں "تعریف کیا گیا"۔ اب جس شخص کی تعریف کی جائے اسے گالیاں کس طرح دی جا سکتی ہیں۔ اگر "محمد" نام لے کر گالیاں دی جائیں گی۔ تو سننے والا کہے گا کہ ایک اچھی صفت رکھنے والا برا کیسے ہو گیا۔ اس لئے جب وہ گالیاں دیتے تھے تو "محمد" نہیں کہتے تھے مذمم کہا کرتے تھے۔ اور مذمم کے معنے ہیں جس کی مذمت کی گئی ہو۔ جیسے ہمیں مرزائی کہہ کر لوگ گالیاں دیتے ہیں۔ احمدی کہہ کر گالیاں نہیں دیتے کیونکہ لفظ "احمدی" کے معنے ہیں۔ احمد صلے اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والا۔ اب اگر کوئی کہے کہ احمد سے تعلق رکھنے والے بُرے ہوتے ہیں۔ تو اس کا کیا مطلب ہو گا۔ سننے والا کہے گا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والا برا کیسے ہو گیا۔ اس لئے یہ لوگ ہمیں احمدی نہیں کہتے مرزائی کہتے ہیں۔ اسی طرح مشرکین مکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہا کرتے تھے اور مذمم کے

معنے ہیں وہ شخص جس کی مذمت کی گئی ہو۔ جب صحابہؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کیا کہ مشرکین مکہ آپ کو گالیاں دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا آخر وہ کیا کہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ آپ کو مذمم کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا نام تو محمدؐ ہے مجھے تو کوئی گالی نہیں دے سکتا۔ جیسے ہمیں احمدی کہہ کر کوئی گالی نہیں دے سکتا جب بھی کوئی شخص ہمیں گالیاں دے گا وہ قادیانی یا مرزائی کہے گا ہم نہ قادیانی ہیں نہ مرزائی۔ اگر وہ ہمیں قادیانی کہتے ہیں تو قادیان میں ہندو اور سکھ بھی آباد تھے۔ اور اگر مرزائی کہتے ہیں تو ادھر تو ایک مرزا ہے اور ادھر دس لاکھ مرزا ہیں۔ جب وہ ہمیں مرزائی کہہ کر گالیاں دیتے ہیں تو اس سے صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مراد نہیں ہوتے۔ بلکہ اس میں سارے مغل آ جاتے ہیں۔ چاہے وہ پاکستان کے ہوں۔ ہندوستان کے ہوں یا سمرقند و بخارا کے ہوں۔ اور اگر وہ ہمیں قادیانی کہتے ہیں۔ تو قادیانی کے لفظ میں وہ سب مسلمان۔ ہندو اور سکھ بھی آ جاتے ہیں۔ جو قادیان میں رہتے ہیں۔ یا رہتے تھے۔ وہ بھی گالیاں دینے والوں سے لڑیں گے۔ غرض مشرکین مکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے وقت محمد کا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ مذمم کہا کرتے تھے۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا نام تو محمدؐ ہے مذمم نہیں۔ اس لئے یہ لوگ مجھے گالیاں نہیں دے رہے۔ "اللہ" کا لفظ بھی اسی رنگ کا ہے۔ لفظ "اللہ" کے کوئی معنے نہیں یہ لفظ محض علم ہے کہ ایک ہستی کے لئے۔ لیکن علمیت کے اعتبار سے یہ لفظ صرف ایک وجود پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ یہ ایک ایسی ذات کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ جس میں کوئی عیب نہیں۔ اور وہ تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے۔ اور جب اس ذات کو

تمام صفاتِ حسنہ سے متصف

تسلیم کیا گیا ہے تو وہ خالق بھی ہو گی۔ اور جب خالق ہو گی۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ جو چیز بھی چلے گی۔ اس کے بعد چلے گی۔ پس "اللہ" کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ ایسی ہستی پر جو تمام صفاتِ حسنہ سے

متصف اور تمام عیوب سے پاک ہے۔ اب اگر خلق صفت حسنہ ہے تو وہ بھی اللہ میں پائی جائیگی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ روح و مادہ کو پیدا کرنے والا نہیں۔ اگر وہ روح و مادہ کا پیدا کرنیوالا نہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ روح و مادہ پیدا کرنا اچھی بات نہیں۔ حالانکہ خلق صفات حسنہ میں شامل ہے نقص پر دلالت نہیں کرتی۔ پس روح و مادہ کو پیدا نہ کر سکنا ایک نقص ہے جو الوہیت کے منافی ہے۔ پس اگر اللہ ہے تو لازماً دنیا کی ساری چیزیں اسی نے پیدا کی ہیں۔ اور جب ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہیں تو وہ اللہ کے بغیر کام کیا کر سکتی ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے ساری چیزوں کو پیدا کیا ہے تو وہ کچھ دیگی۔ تو وہ کام کریں گی۔ مثلاً اگر میں کوئی مکان بناتا ہوں تو میں اس میں دروازہ بناؤں گا تو بنے گا۔ میرے بنائے بغیر دروازہ نہیں بن سکتا۔ میں کھڑکی بناؤں گا تو بنے گی میرے بنائے بغیر کھڑکی نہیں بن سکتی۔ میں اس میں طاقچہ رکھوں گا تو طاقچہ رکھا جائے گا۔ آپ ہی آپ طاقچہ نہیں رکھا جا سکتا۔ میں روشندان بناؤں گا تو روشندان بنیں گے۔ میرے بنائے بغیر روشندان نہیں بن سکتے۔ پس جب "اللہ" کے لفظ کے نیچے خلق کی صفت آگئی۔ تو لازماً اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر کوئی کام کرتا ہے۔ تو اسی نے ہی کرنا ہے۔ پس بسم اللہ کے آگے

پہلا قدم

رحمانیت کا آئے گا۔ اور دوسرا قدم رحیمیت کا۔ یعنی جو چیزیں خدا تعالیٰ نے انسان کو دے گا۔ وہی وہ استعمال کرے گا۔ اور جب وہ استعمال کرے گا تو کوئی نہ کوئی نتیجہ بھی اس کا نکلے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے کو ایسی چیز دے جو اس کے کام نہ آنے والی نہ ہو۔ مثلاً ایک جولاہا ہے۔ اسے اگر میں دس من لوہا دے دوں۔ تو اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ایک لوہار کو ایک تانی دیدوں تو اس سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ لوہار کپڑا بننے کا کام تو جانتا نہیں تانی سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ یا ایک ڈاکٹر کو ادویہ کی بجائے تانت اور بانس دیدوں تو وہ خالی بیٹھا رہے گا۔ پس وہی ہستی بے عیب سمجھی جائے گی۔ جو ایسی چیزیں دے جو دوسرے کی طاقتوں کے مطابق استعمال ہو سکتی ہوں۔ دوسرے کمال کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو چیزیں وہ دے وہ استعمال کے بعد اس کے لئے مفید بھی ہوں۔ فرض کرو کہ ایک آدمی کام تو کر سکتا ہے اور جو چیزیں اسے دی گئی ہیں۔ جن کو وہ استعمال میں لا سکتا ہے۔ مثلاً ایک جولاہا ہے کہ ہم ایک تانی دے دیں۔ اب وہ تانی کو استعمال میں تو لا سکتا ہے لیکن اگر وہ کپڑا بنائے۔ اور وہ کسی کام نہ آتا ہو تو وہ اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے پس

پہلا سوال

یہ ہے کہ کیا جس شخص کو کوئی چیز دی گئی ہے۔ وہ اسے استعمال میں لا سکتا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ اسے استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکتا ہے مثلاً ایک لوہار لوہا استعمال کر سکتا ہے لیکن اگر اس کے کام سے کوئی نتیجہ نہ نکل سکے۔ تو اسے کیا فائدہ پہنچے گا۔ ایک ڈاکٹر کو ادویہ دے دو۔ وہ ادویہ کو استعمال میں لا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بیماری ہی نہ ہو۔ تو کسی ڈاکٹر کی عقل ماری ہے کہ وہ ادویہ اٹھائے پھرے۔ یا مثلاً یہ ہو کہ ایک طرف ڈاکٹر ادویہ اٹھائے پھرے۔ اور دوسری طرف ملاں چھو کرے۔ اور بیمار تندرست ہو جائے۔ تو لوگوں کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ادویہ کی قیمت ادا کرتے پھریں۔ وہ ملاں کے پاس جائیں گے۔ اور وہ چھو کر دے گا۔ اور مریض تندرست ہو جائیگا۔ انہیں کوئی رقم خرچ نہیں کرنی پڑے گی۔ مفت میں کام ہو جائے گا۔ پس یہ ساری چیزیں موجود ہونی چاہئیں۔ سامان بھی موجود ہو۔ پھر انسان اسے استعمال میں بھی لا سکتا ہو۔ اور استعمال میں لانے سے کوئی نتیجہ بھی مرتب ہوتا ہو۔ اور اسی پر لفظ رحیم دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے انتہا طاقتیں انسان کو دی ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس صفت رحمانیت کے تحت ہوا ہے مگر ساتھ ہی وہ رحیم بھی ہے۔ وہ

کام کا اعلیٰ درجہ کا بدلہ

دیتا ہے۔ اور "بدلہ دیتا ہے" کے یہ معنے ہیں کہ اس نے یہ سامان بھی کیا ہے کہ کام کے نتیجہ میں انسان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس آیت کے مفہوم سے مومن یہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے کام لیتا ہے۔ فرض کرو ایک دولتمند جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو اسے دولت ملی ہے۔ وہ اسے عیش میں لگا دیتا ہے۔ تو وہ دولت سے صحیح کام نہیں لیتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی

صفت رحیمیت

بتاتی ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ سے ملی ہیں انہیں صحیح طور پر تصرف اور استعمال میں لانا ضروری ہے پس جب کوئی مومن بسم اللہ پڑھے تو وہ دیکھے کہ کیا وہ ایسا کام کر رہا ہے۔ جس کا تقاضا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کرتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کی سو ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ہے وہ بازار جاتا ہے۔ اور پانچ سو روپیہ کی اطلس خرید لاتا ہے۔ اب اگر وہ اطلس خریدتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے گا تو اس کا نفس اسے ملامت کرے گا کہ تو نے کیا کیا ہے۔ کیا تو نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اسی طرح استعمال کیا ہے۔ کہ اس کا مفید نتیجہ نکلے۔ جس کا رحیمیت تقاضا کرتی ہے پس جو چیز تمہیں خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ تم اسے صحیح طور پر استعمال کرو۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ صحیح کام وہ ہے جس کا میں کوئی بدلہ دوں۔ اب تم اپنی آمد سے زیادہ رقم خرچ کر کے اطلس خرید لو۔ اور

زینت کے سامان

جمع کرو۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں کیا بدلہ دے گا۔ خدا تعالیٰ نے یہ ضرور کہا ہے۔ کلوا واشربوا کھاؤ اور پیو۔ لیکن ساتھ ہی کہا ہے لاتسرفوا تم اسراف نہ کرو۔ وہ فرماتا ہے۔ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ اگر تم رزق طیب استعمال کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارے کام نیک بنا دے گا یعنی خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت نے جس کا ذکر بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ بتا دیا کہ خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تحت دی ہوئی اشیاء کو اس رنگ میں استعمال کرو۔ کہ اس صفت رحیمیت ظاہر ہونے لگے اس میں سارے نیک کام آگئے۔ ایک شخص کے پاس زمین ہے۔ وہ بسم اللہ پڑھتا ہے ہل چلاتا ہے۔ وقت پر دانہ ڈالتا ہے اور پانی دیتا ہے تو ہم کہیں گے اس شخص نے بسم اللہ پڑھی۔ اور اس کا حق ادا کیا۔ کیونکہ رحیم کے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی اشیاء کو

صحیح طور پر استعمال

کرے۔ اور اس نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیزوں کو صحیح طور پر استعمال کیا ہے۔ اس نے ہل چلایا۔ سہاگہ پھیرا۔ پانی کا وقت آیا تو پانی دیا۔ بیج ڈالا۔ اور صحیح وقت پر ڈالا۔ اب اسے رحیمیت بہت فائدہ دے گی۔ لیکن ایک اور شخص ہے۔ وہ بسم اللہ پڑھتا ہے۔ لیکن ہل نہیں چلاتا۔ یا اگر ہل چلاتا ہے۔ تو اسے اچھی طرح دباتا نہیں۔ یونہی زمین کے اوپر ہل چلا دیتا ہے یا سہاگہ نہیں پھیرتا۔ پھر پانی دیتا ہے۔ تو وتر نہیں رکھتا۔ دانہ پہلے ڈال دیتا ہے یا وتر سوکھ جاتا ہے۔ تو اس وقت بیج ڈالتا ہے۔ ایسا شخص اگر بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس کا کیا فائدہ۔ فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ تم نے تو رحیمیت کی ہتک کر دی۔ خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت تو کہتی تھی۔ کہ تو ہل چلائے۔ سہاگہ پھیرے۔ پانی دے۔ وتر صحیح موسم میں بیج ڈالے کیونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ تم میری چیزوں کو اس طرح استعمال کرو۔ کہ تمہیں اس کا بدلہ ملے۔ لیکن تو نے ایسا نہیں کیا۔ اگر تم اس طرح پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو۔ تو تمہاری زندگی کے سارے اعمال درست ہو جائیں ہر کام جو تم کرتے ہو۔ دیکھو کہ جس شکل میں تم اسے کرنے لگے ہو۔ اس کے نتیجہ کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے یا نہیں۔ اگر نتیجہ کا وعدہ خدا تعالیٰ نے کیا ہے تو ان چیزوں کا استعمال جائز ہے۔ اس میں

صفت رحمانیت

بھی آگئی۔ اور صفت رحیمیت بھی۔ اگر تم دوسرے کا مال چرا کر استعمال کرتے ہو۔ تو صفت رحمانیت اڑ گئی۔ اور اگر اسے بے موقع استعمال کرتے ہو تو صفت رحیمیت اڑ گئی۔ اس قسم کی بسم اللہ پڑھنے کا فائدہ کیا۔ بعض چور بسم اللہ پڑھ کر چوری کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھنے سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ لوگ ہمیں پکڑ نہیں سکتے۔ بعض مالدار ہیں۔ وہ

دولت کا غلط استعمال

کرتے ہیں اور ایسا کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اب اس میں صفت رحمانیت تو ہے۔ مگر صفت رحیمیت کہاں سے آگئی۔ اللہ تعالیٰ نے جو شرط رکھی تھی۔ وہ انہوں نے پوری نہیں کی۔ عیسائی لوگ لفظ رحیم پڑھتے ہیں اور رحمان نہیں پڑھتے۔ انہوں نے تو رحمانیت کو کسی اور وجہ سے چھوڑا ہے اور یہ بات اُن کے عقائد کے مطابق ٹھہرتی ہے۔ لیکن ایک مسلمان کو تو حکم ہے کہ جو طاقت اسے ملی ہے وہ اقرار کرے کہ وہ طاقت اسے خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ اور وہ اسے صحیح طور پر استعمال کرے تا اسے اس کا وہ بدلہ ملے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے گویا ہر کام کا شروع اور آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ رحمانیت کے اندر آغاز کو بیان کیا گیا ہے اور رحیمیت میں انجام کو بیان کیا گیا ہے۔ پس بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر مومن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس کا آغاز بھی اور انجام بھی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اعمال خدا تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں۔

ھو الاول والآخر

وہ ابتدا کرنیوالا بھی ہے اور اسی طرح انجام بھی اسی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ایک ایسی چیز ہے جس کے گرد انسان چکر لگا رہا ہے جیسے حج کے ایام میں حاجی حجر اسود کے گرد طواف کرتے ہیں۔ جہاں سے وہ چلتے ہیں وہیں آکر اپنا چکر ختم کرتے ہیں۔ اسی طرح بسم اللہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے وہیں سے ابتدا کرتا ہے اور وہیں جا پڑتا ہے۔ جیسے بعض نہریں دریا سے نکلتی ہیں اور دریا ہی میں جا پڑتی ہیں۔ پانی کو دیکھو خدا تعالیٰ اسے زمین سے نکالتا ہے پھر بادل کی صورت میں اسے اوپر اٹھاتا ہے۔ اور پھر بارش کی صورت میں نیچے گراتا ہے اور وہی پانی دوبارہ زمین میں چلا جاتا ہے۔ پھر دوبارہ خدا تعالیٰ اسے زمین سے نکالتا ہے اسی طرح یہ پانی چکر کھاتا رہتا ہے۔ رہٹ کو دیکھ لو۔ ایک طرف سے کنوئیں سے پانی نکلتا جاتا ہے اور دوسری طرف پھر کنوئیں میں ڈ دیا شروع ہوتا ہے یہی بسم اللہ کا حال ہے

حقیقی مومن

کا بھی یہی حال ہے جو خدا تعالیٰ سے نکلتا ہے اور خدا تعالیٰ میں ہی واپس چلا جاتا ہے، اس کا آنا جانا خدا تعالیٰ کے ساتھ لگا رہتا ہے جیسے رہٹ چل رہا ہوتا ہے ویسا ہی مومنانہ زندگی ہوتی ہے۔

اخبار "خلافت" بمبئی کی متضاد پالیسی

ماہ مارچ ۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کی گئی۔ اور اس نے تشدد کا رنگ اختیار کیا۔ احمدیوں پر ظلم و ستم کئے گئے۔ اُن کے مکانوں کو نذرِ آتش کیا گیا اور اور اُن کے اموال کو لوٹا گیا۔ اور یہ سب کارروائی فتنہ پرداز علماء کی انگیخت پر "اسلام" اور "تحفظ ختم نبوت" کے حسین الفاظ کے پردہ میں کی گئی۔ چنانچہ اس تحریک اور اس کے بھیانک نتائج کو دیکھ کر تمام مسلم اور غیر مسلم اخبارات نے اس تحریک کی شدید مذمت کی اور پاکستانی علماء کو اُن کے اس فعل شنیع پر ملامت کی۔ اور حق بھی یہ تھا۔ کہ اس تحریک کو جو اسلامی روح کے سراسر منافی تھی۔ اُس کی مذمت کی جاتی اور اس سے اظہارِ نفرت کیا جاتا۔ چنانچہ بمبئی کے ایک مؤقر روزنامہ "خلافت" نے بھی ۱۳ مارچ ۱۹۵۳ء کے اداریہ میں اس تحریک کے خلاف نوٹ لکھا۔ جو اخبار "بدر" ۲۱ مارچ ۱۹۵۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس اداریہ کے بعض اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

"احمدی تحریک کی مخالفت میں پاکستان میں جس قسم کے مجنونانہ جوش و خروش کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اس کو کوئی ذی ہوش اور ذی فہم مسلمان پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ عقائد کا اختلاف ایک شے ہے لیکن عقائد کے اختلاف میں اتنی شدت اور بحران کا مظاہرہ کسی قوم کے توازن دماغی کے صحیح ہونے کی علامت نہیں۔ پاکستان میں احمدی تحریک نئی نہیں ہے۔ تقریباً "پچاس برس" یا اس سے بھی زیادہ زمانے سے ہندوستان میں احمدی عقائد کے لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ اپنے خیالات و عقائد کی تبلیغ بھی کرتے رہے۔ لیکن کبھی دور میں ان کے خلاف اتنی شدت کے ساتھ عوامی مخالفت ظہور میں نہیں آئی جتنی کہ پچھلے چند ہفتوں سے پاکستان میں ظاہر ہو رہی ہے۔ ...... ہر طرف مذہبی جنون کے مظاہرے۔ ہنگامے گرفتاریاں۔ قتل و خونریزی۔ حکومت امن قائم رکھنے کے لئے اور احمدی فرقہ کے افراد کے جان و مال کے تحفظ کے لئے جو کچھ کر رہی ہے وہ اس کا فرض ہے۔ اُس کو اپنا فرض ادا کرنا چاہئیے۔ ہر مہذب حکومت ان حالات میں یہی کرے گی۔ ...... جوشیلے عوام کو پُر امن طور پر سمجھایا جائے۔ کہ اسلام جس کے وہ نام لیوا ہیں وسیع رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن پاک میں صاف طور پر بتلایا گیا ہے۔ کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔ ہر فرد کو یہ آزادی اسلام نے دی ہے۔ کہ وہ نجات کے جس راستے کو بہتر سمجھتا ہو۔ اپنے لئے اختیار کرے۔ اسلام کی پوری تاریخ اس رواداری سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ایک ایسے ملک میں جہاں ایک بڑی اسلامی اکثریت موجود ہے۔ ایک کمزور اور اقلیت کے فرقہ پر ایسے وحشیانہ مظالم کا ہونا ایک ایسا فعل ہے۔ جس پر جتنا بھی اظہار نفرت کیا جائے کم ہے۔

...... ہم جس حقیقت پر زور دینا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ احمدی عقائد رکھنے والے حضرات کو یہ پورا حق ہے کہ وہ آزادی اور بے فکری کے ساتھ رہ کر پاکستان میں محفوظ زندگی گزاریں اور کوئی قوت اور جماعت خواہ وہ ملک کی سب سے بڑی اکثریت ہی کیوں نہ ہو یہ حق نہیں رکھتی کہ وہ اس آزادی کو اُن سے چھین سکیں۔"

مندرجہ بالا اداریہ میں جماعت احمدیہ جو اقلیت میں ہے اُس کی مظلومیت اور بقیہ مسلمان جو اکثریت میں ہیں۔ اُن کے تشدد اور ظلم و ستم کا نقشہ کھینچتے ہوئے اسلام کی روشنی میں آزادیٔ ضمیر کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں اینٹی احمدیہ تحریک" وہاں کے علماء نے چلائی۔ عوام نے ان کی انگیخت پر مظلوم احمدیوں پر ظلم و ستم کیا اور اُن پر عرصۂ حیات تنگ کیا۔ مگر آپ اس ہنگامہ کے قبل اور دوران کے اخبارات مطالعہ فرمائیے۔ کسی جگہ بھی آپ کو یہ خبر نہ ملے گی۔ کہ احمدیوں نے کسی کو قتل کیا ہو۔ کسی کا مال لوٹا ہو۔ کسی کے گھر کو آگ لگائی ہو۔ حتیٰ کہ حق مدافعت کو بھی استعمال نہ کیا۔ اور اپنے اپنے گھروں میں محصور ہو کر بیٹھ گئے۔ آخر اس مظلومیت نے لوگوں کے دلوں پر اثر کیا۔ ہر طبقہ کی طرف سے اس ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند ہوئی۔ تب حکومت پاکستان کی مشینری حرکت میں آئی۔ اور احمدیوں کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔ اور جبکہ ہنگامہ ایک حد تک ختم ہو چکا ہے۔ اور حکومتِ پاکستان امن کے قیام میں ایک حد تک کامیاب ہو گئی ہے یہی اخبار "خلافت" ایک اُڑتی ہوئی خبر "کہ پاکستان کے احمدی ہندوستان آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ کی تحقیق و تصدیق کئے بغیر مورخہ ۸ رمئی ۱۹۵۳ء کی اشاعت صفحہ ۲ "باغ و بہار" کے کالم میں یہ الفاظ لکھتا ہے:۔

"قادیانیوں کو ایک نئی بات سوجھی ہے۔ ہندوستان میں آنے کی۔ پاکستان کو تو ہلاک کر ہی چکے ہیں۔ جہاں تک تباہی بربادی لانی تھی وہ تو آئی۔ لیکن اب ہندوستان کی تقدیر پر منڈلانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اب وہ لوگ ہندوستان آنا چاہتے ہیں اور پروگرام بنا رہے ہیں تو صاحب ہندوستان گورنمنٹ سے یہی اپیل کروں گا کہ بھائی ان قادیانیوں کو یہاں نزدیک نہ پھٹکنے دے۔ ورنہ یہاں پھر شور و شر برپا کریں گے۔ اور یہاں کے مسلمانوں کے لئے بھی فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیوں کہ جس کے دین و ایمان کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اُس کے قول و فعل کے کیا کہنے۔ یہاں آتے ہی سنے فساد برپا کرنا شروع کر دیں گے۔ اور یہاں کی سیاست پر بھی کالے بادل کی طرح منڈلانے لگیں گے۔ بہتر تو ہو گا انہیں حکومت پاکستان بھی نکال دے اور ہندوستان بھی اجازت نہ دے پس یہ لوگ قادیان ہی جا کر دم لیں یا پھر امریکہ میں ان کے لئے جگہ پیدا ہو سکتی ہے۔"

معزز قارئین! ملاحظہ فرمائیے۔ اخبار خلافت کے ۱۳ مارچ کے اداریہ کو اور پھر مطالعہ فرمائیے ۸ رمئی ۱۹۵۳ء کے مندرجہ بالا نوٹ کو۔ اور پھر خود ہی اندازہ لگائیے کہ اس اخبار کی پالیسی کس قدر متضاد ہے۔ غالباً یہ نوٹ لکھتے وقت مضمون نگار کو وہ قرآن و حدیث کے اصول و احکام بھول گئے۔ جن کا ۱۳ مارچ کے اداریہ میں ذکر ہے۔ اور یہ الفاظ بھی ذہن مستحضر نہیں رہے کہ

"احمدی عقائد رکھنے والے حضرات کو یہ پورا حق ہے کہ وہ آزادی اور بے فکری کے ساتھ رہ کر پاکستان میں محفوظ زندگی گزاریں اور کوئی قوت اور جماعت خواہ وہ ملک کی سب سے بڑی اکثریت ہی کیوں نہ ہو۔ یہ حق نہیں رکھتی۔ کہ وہ اس آزادی کو ان سے چھین سکیں۔"

مگر اب یہ حضرت ناصح یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ "بہتر تو یہ ہوگا۔ انہیں حکومت پاکستان بھی نکال دے اور ہندوستان بھی اجازت نہ دے"

میں اخبار "خلافت" کے مدیر محترم کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ صحافت میں دیانتداری کا تقاضا ہے کہ ایک صحیفہ نگار ایک مستحکم پالیسی پر قائم رہے۔ زمانہ کے ساتھ پلٹا نہ کھائے۔ آپ تو احمدیت کی سابقہ اور موجودہ تاریخ سے واقف ہیں۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے کسی جگہ بھی فتنہ و فساد پیدا کیا۔ مگر ہاں احمدیت کی تاریخ میں آپ کو یہ امر متواتر نظر آئے گا۔ کہ بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے لیکر آج تک ہر علاقہ میں احمدی مظلوم ہی رہے ہیں۔ اسلام کے دعوے داروں اور علماء کرام نے ہمیشہ ہی اس اقلیت اور مظلوم جماعت کے خلاف فتنہ پیدا کیا۔ اور ظلم و ستم روا رکھے۔ اور پاکستان میں احمدیوں کے خلاف جو کچھ ہوا۔ وہ تو کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ فتنہ کس نے پیدا کیا۔ ظلم و ستم کس نے پیدا کیا۔ غیر مسلم اخبارات کو ہی اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ پھر بھی آپ کے اخبار میں حقیقت اور واقعات کے خلاف یہ الفاظ شائع ہونا کہ

"پاکستان کو تو ہلاک کر ہی چکے ہیں۔ جہاں تک تباہی و بربادی لانی تھی وہ تو آئی"۔

دیانتدارانہ اصول صحافت کے خلاف ہے۔ ایک دیانتدار اور بااصول صحافی کا یہ فرض ہے کہ وہ حق کو حق کہے۔ اور باطل کو باطل۔ اور مظلوم کی حمایت میں۔ اگر اس نے حق و انصاف کے پیش نظر قلم اٹھایا ہو۔ تو پھر اکثریت کے ڈر سے فوراً اپنی پالیسی تبدیل نہ کرے۔ ورنہ وہ اپنے متضاد خیالات و افکار کی وجہ سے قوم و ملک کی صحیح خدمت نہیں کر سکے گا۔ اور عوام میں بھی اعتماد کو کھو بیٹھے گا۔

شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بمبئی۔

درخواست دعا۔ جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب (وزیری سرمن گپتی میسور ریاست) مالی مشکلات میں مبتلا ہیں احباب انکی مشکلات کے لئے دعا فرمائیں۔

اعلانِ نکاح:۔ آج مورخہ ۲۷ شعبان مطابق ۱۱ رمئی کو محمد رمضان صاحب احمدی سوپور کا نکاح بعوض چار صد مہر برشیدہ بیگم صاحبہ بنت عبد الرحمٰن صاحب ساکن آسنور کے ساتھ خاکسار نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ مبارک کرے۔ آمین۔ خاکسار عبد الواحد مدرس آسنور۔ ڈاکخانہ شوپیاں کشمیر۔

افکار و آراء

ہندوستان میں ہندی

(اس مسئلہ کا ایک رُخ جس پر بمبئی کے رسالہ "انڈین لٹریچر" نے اپنے تاثرات ظاہر کئے ہیں)

ہندی ایک بڑی زبان ہے جس کی روایات شاندار ہیں لیکن اُسے ہندوستان میں غیر ہردلعزیز بنایا جا رہا ہے۔ دو باتیں اس کا سبب ہیں۔ ایک یہ کہ اس زبان کو لازمی سرکاری زبان بنا کر دوسری زبانوں پر مسلط کیا گیا ہے جو اتنی ہی بڑی بلکہ زیادہ قدیم ہیں۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ نئی دہلی کے جاہل اقتدار باشندوں نے اس زبان میں راشٹر بھاشا کے نام سے تمسخر انگیز جدتیں پیدا کی ہیں۔ دستور کے ہندی ترجمہ کے قصے تو عام طور پر مشہور ہیں۔ عام ادیبوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ جو اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ وہ ترجمہ ہندی کے ایسے بڑے ادیبوں نے بھی پسند نہیں کیا۔ جیسے کہ مہاپنڈت راہول سانکرتیاین ہیں۔ اسی طرح آل انڈیا ریڈیو میں جو زبان بولی جاتی ہے وہ اس قدر مصنوعی اور واہیات ہے کہ شمالی ہند کے اکثر لوگ اس کے مقابلہ میں پاکستان کے ریڈیو کو سننا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح جنوبی ہندوستان میں گووا اور سیلون کا ریڈیو زیادہ سنا جاتا ہے۔

اس مصنوعی زبان کی تازہ ترین مثال جو دوسری مثالوں سے بھی بڑھ گئی ہے یہ ہے کہ اب ہندی میں جو منی آرڈر فارم چھاپے گئے ہیں اور نہایت تمسخر انگیز ہیں۔ ان میں پوسٹ آفس کا ترجمہ عام فہم ڈاکخانہ کے بجائے "ڈاک گھر" کیا گیا ہے۔ ایسے سادہ الفاظ جیسے کہ "تاریخ" اور "نمبر" وغیرہ ہیں اور عام طور پر سمجھے جاتے ہیں اور ہندی کی ہر کتاب اور ڈکشنری میں عام طور پر پائے جاتے ہیں اب اس طرح بدلے گئے ہیں کہ "تاریخ" "دِنک" ہو گئی اور "نمبر" "سنکھیا" ہو گئی۔ اسی طرح کلرک اور "پے ای" اور "ریمیٹر" جیسے عام الفاظ نے یوں چولا بدلا ہے کہ کلرک کو کلرک نہیں رکھا حالانکہ اس سے زیادہ عام فہم کوئی لفظ نہیں اور "پے ای" کا سادہ ترجمہ "پانے والا" اور "ریمیٹر" کا ترجمہ "بھیجنے والا" پسند نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کے بجائے کلرک تو "لیپک" ہو گیا اور بھیجنے والا "پراپنا کرتا" ہو گیا اور "پانے والا" "پریشک" بن گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ منی آرڈر کا فارم بھی سنسکرت کی ایک دستاویز بن گیا۔ یہ توڑ پھوڑ صرف اس لئے کی جا رہی ہے کہ جو اردو کے لفظ عام طور پر استعمال ہو رہے ہیں وہ نکالے جائیں۔

زندہ لفظوں کو زبان سے نکالنے اور ان کے بجائے مصنوعی یا مردہ لفظوں کو داخل کرنے کی کوشش نہایت ضرر رساں ہے اور وہ قدامت پرستی کا ثبوت ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ زبان کی قدرتی ترقی کے اس عمل کو پسپا کر دیا جائے جو صدیوں سے جاری ہے۔ وہ لوگ جو ایسا کر رہے ہیں خواہ وہ کچھ ہی کہیں ہندی کے ہرگز حامی نہیں ہیں وہ لوگ جو اہل ملک کو ان کی روٹی اور آزادی سے محروم کرتے ہیں ان کی زبان کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اب یہ کام ہندی بولنے والے ترقی پسندوں اور خصوصاً اہل قلم اور تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے کہ وہ ہندی زبان کی حفاظت کریں اور ایسا وہ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ حاکمانہ اقتدار کے حلقوں کی قدامت پرستانہ حرکتوں کو نہ روکیں جو وہ سیاست، کلچر اور زبان کے معاملہ میں کر رہے ہیں۔ (اخبار ہماری زبان علی گڑھ یکم دسمبر ۱۹۵۲ء)

"سوال وجواب"

بمبئی میں ایک ہفتہ وار اخبار "وطن" گجراتی زبان میں زیر ادارت مکرم جناب سیف صاحب پالمپوری شائع ہوتا ہے۔ جناب سیف صاحب ایک روشن خیال اور قابل آدمی ہیں۔ اس اخبار کی ۔ ارمئی ۱۹۵۳ء کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں ایک سوال اور ایڈیٹر کی طرف سے جواب شائع ہوا ہے یہ سوال وجواب ہدیہ ناظرین ہیں۔

سوال منجانب خریدار نمبر ۴۸۰۸ پونا: پاکستان میں قادیانی اپنے مذہب کی زور شور سے تبلیغ کرتے ہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور پاکستان میں کیا قادیانی مذہب والے بڑے بڑے عہدوں پر ہیں؟

جواب: "وطن" ہر کلمہ گو انسان کو مسلمان مانتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں پر ایمان رکھتا ہو۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہو "وطن" کے خیال میں وہ پکا مسلمان ہے۔ خواہ وہ مسلمان قادیانی ہو۔ خواہ وہابی۔ خواہ شیعہ اور خواہ سنی ہو۔ اس قسم کا سوال پوچھ کر فرقہ بندی اور فرقہ پرستی کو ظاہر کرنا ہماری پالیسی کے خلاف ہے۔ "وطن" ان جھگڑوں کو نہیں مانتا۔ یہ کام تو اُن لوگوں کا ہے۔ جو اسلام کے دشمن ہیں۔ فتنہ پرداز ہیں۔ "وطن" ایسی فتنہ پردازی کا سخت مخالف ہے۔ اور اُسے بہت بری نظر سے دیکھتا ہے۔

پاکستان میں قادیانی مذہب والے بڑے عہدوں پر ہیں؟ اس کے متعلق "وطن" کے پاس کوئی جواب نہیں۔ کیونکہ "وطن" ایسی فرقہ بندی اور فرقہ پرستی کو مانتا ہی نہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ پاکستان میں قادیانی مذہب کا زور شور سے پرچار ہو رہا ہے تو اس کا یہ جواب ہے۔ کہ قادیانی مذہب کا تو پرچار نہیں ہو رہا۔ مگر قادیانیوں کے خلاف کچھ عرصہ پہلے کافی پرچار رہا ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان میں بار بار طوفان اُٹھا۔ ملاؤں نے اپنا نام تو اونچا کیا۔ مگر اسلام کو شرمندہ کیا۔ اب اگر ملاں ذرا بھی شرم و حیا رکھتا ہے۔ تو اسکے بعد وہ اب کبھی فرقہ بندی اور فرقہ پرستی میں دلچسپی نہ لے۔ پاکستان میں فرقہ بندی سے زیادہ "ملاں بندی" ہو گئی ہے۔ ایک ہے "شراب بندی" جو صرف ایک انسان یا ایک خاندان کو خراب کرتی ہے۔ مگر ملاں بندی" اور اُن کی فتنہ پردازی تو ساری قوم کو غرق کر رہی ہے۔ اور اب ساری قوم اور سارے ملک کو تباہ برباد تباہ و برباد کر سکتی ہے۔

(ترجمہ از اخبار "وطن" گجراتی ص۶ بمبئی ۔ ارمئی ۱۹۵۳ء)

مرسلہ منجانب مولوی شریف احمد صاحب امینی۔

مولانا مودودی کا حشر

لاہور سے خبر ملی ہے کہ جماعت اسلامی کے بانی و صدر مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی موت کی سزا دے دی گئی ہے۔۔۔ ان پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور ان پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے قادیانی فرقے کے خلاف اشتعال دلانے والے فتوے شائع کئے۔ اور انہیں مرتد قرار دیتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ مرتد کو قتل کر دینے کی خاص ہدایت دی گئی ہے۔۔۔۔ مولانا مودودی کا نی باافراد آدمی تھے۔۔۔ تقسیم ہند سے پہلے پورے ہندوستان میں بحیثیت ایک عالم کے ان کی قدر کی جاتی تھی۔ اور یہ بھی ان کے با اثر ہونے کا ہی ثبوت ہے کہ ان کے حکم کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تشدد آمیز غنڈہ گردی شروع ہو گئی۔

تقسیم کے بعد مولانا مودودی کے طرز عمل سے بہت سے لوگ ان کے خلاف بھی ہو گئے تھے۔ انہوں نے تلے اوپر کچھ ایسے فتوے جاری کئے جنہیں غیر مسلموں کے علاوہ خود مسلمانوں نے بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا مثال کے طور پر ایک فتوے انھوں نے یہ دیا کہ فساد کے دنوں میں جو غیر فرقوں کی عورتیں اور لڑکیاں اغوا کی گئی ہیں وہ اسلام کی رو سے قطعاً جائز ہے اور انھیں ہرگز واپس نہیں کرنا چاہیئے۔ مولانا مودودی کے اس فتوے سے پورے ہندوستان بلکہ ہندوستان کے باہر بھی غم و غصے کی لہر پھیل گئی۔ اور لوگوں کی سمجھ میں آتا تھا کہ اسلام ایسی ظالمانہ حرکتوں کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟

مولانا مودودی کا دوسرا فتویٰ جس نے انھیں اور بھی غیر مقبول بنا دیا تھا کہ اسلام جاگیرداری کی پوری اجازت دیتا ہے اور جاگیرداری ختم کرنے کا مطالبہ سراسر غیر اسلامی ہے۔ آج دنیا میں جبکہ ہر جگہ جاگیرداری ختم کر کے یہ نعرہ لگایا جا رہا ہے کہ زمین اسی کی ہونا چاہیئے جو اس پر کاشت کرے ایسی رجعت پسندانہ بات کہنے والا کس طرح سے مقبول رہ سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ اسلام نے تو یہ کہا ہے۔ کہ زمین خدا کی ملکیت ہے۔ اس کا پھل کھانے کا حق صرف اسی کو ہے جو اس پر محنت کرتا ہے۔ اور یہ اصول جاگیردارانہ نظام کی قطعی مخالفت کرتا ہے۔ لیکن مولانا مودودی نے مغربی پنجاب کے جاگیرداروں کی خاطر اس قسم کا فتویٰ دے دیا۔ اس لئے کہ انھیں اپنی لیڈری چلانے کے لئے ان کی مدد اور ان کے روپے کی ضرورت تھی۔۔۔

پاکستان میں جمہوری بنیادوں پر جو بھی اقدام کیا گیا۔ مولانا مودودی نے اس کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ وہ چاہتے تھے کہ پاکستان میں مولویوں کا راج قائم ہو جائے۔ جس کے لیڈر وہ خود ہوں۔ حالانکہ آج کی دنیا میں کسی ملک میں ایسی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ یہی وہ بات تھی جسے پاکستان کے لئے بھی بار بار قائد اعظم نے کہا تھا۔ چنانچہ ان کی زندگی میں اس طبقے کو جرأت نہیں ہوئی کہ ذرا بھی سر اُٹھاتا۔ لیکن ان کے انتقال کے بعد ہی یہ فتنہ کھڑا ہوا اور خواجہ ناظم الدین کے زمانہ میں تو انہوں نے وہ دھینگا مشتی مچائی کہ پاکستان کو تباہی کے کنارے لاکھڑا کیا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ فوجی عدالت کے اس فیصلے سے ان لوگوں کو افسوس ہوا ہوگا جو مولانا مودودی کو بحیثیت عالم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن انہیں جاننا چاہیئے کہ مولانا مودودی کا جرم اتنا شدید ہے کہ کوئی ملک اور کوئی حکومت اور کوئی قانون سے معاف نہیں کر سکتا۔۔۔ انہوں نے

در پاکستان میں طوائف الملوکی پھیلائی۔۔۔۔ انہوں نے مسلمانوں کے ایک طبقے کو دوسرے کے ہاتھوں قتل کروایا۔۔۔۔ انہوں نے [illegible] فتوے دیکر دنیا کی نظروں میں اسلام جیسے مذہب کو بدنام کرنے کی کوشش کی اور ان حالات میں انہیں

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد کی طرف سے اس سال شائع شدہ لٹریچر

احباب کی اطلاع کے لئے یہ فہرست شائع کی جاتی ہے۔ دوست اپنی اپنی جگہ جائزہ لیں کہ اشاعت لٹریچر میں ان کی جماعت کا کیا حصہ ہے۔ (ایڈیٹر)

(۱) دی فاؤنڈیشن آف دی پرافٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
(۲) دی وائس ٹیچنگ پرافٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
(۳) جیونس کرائس پرافٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
(۴) چیلنج تمام اقوام کے نام پرافٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
(۵) سٹینڈنگ مریکل پرافٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
(۶) فائیو کریجن پرافٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
(۷) پرامسٹ میاسنجر پرافٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
(۸) مسلم پریئر پرافٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
(۹) نماز مترجم اردو چار ہزار
(۱۰) مقامات النساء اردو ۲ ہزار
(۱۱) چار صداقتوں کا انکشاف اردو ۲ ہزار
(۱۲) دونوں جہان میں فلاح پانیکی راہ اردو ۲ ہزار
(۱۳) اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں اردو ۴ ہزار
(۱۴) احمدیت کے پانچ سوالات کے جوابات اردو ۴ ہزار
(۱۵) احمدیت کا پیغام اردو ۲ ہزار
(۱۶) احمدیت کا پیغام گجراتی زبان میں ۲ ہزار
(۱۷) بے نظیر نشان اردو ۲ ہزار
(۱۸) پیارے رسول کی پیاری باتیں اردو ۲ ہزار
(۱۹) قبر کے عذاب سے بچو ٹریکٹ اردو
(۲۰) حدیث مجدد کی تشریح " } ایک لاکھ
(۲۱) بیعت فارم اردو انگریزی
(۲۲) تحریک احمدیت مرتبہ برکات احمد راجیکی ایک ہزار
(۲۳) احمدیت کا پیغام فارسی زبان میں ایک ہزار

جماعت احمدیہ لکھنؤ کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر

(۱) زمانہ کا اوتار آگیا۔
(۲) نظم انڈیا کے مسلمانوں پر دلآزار حملے مرتبہ سید ارشد علی صاحب۔
(۳) حق کو قبول کرنیکی دعوت انجمن احمدیہ لکھنؤ کی جانب سے تمام مسائل پر بحث کی گئی ہے
(۴) آخری زمانہ کی علامات کا ظہور

اور بھی ٹریکٹ شائع کئے گئے ہیں وہ عنقریب شائع کئے جائینگے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لفظ رمضان کے معنی

رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا۔ اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲۷ پرچہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء)

ربوہ مورخہ ۱۱-۵-۵۳ چٹھی نمبر ۲۰۵۲
۱۲-۵-۵۲

محترمہ مسماۃ مائی کاکو صاحبہ جو کہ پرانے مخلص کشمیری خاندان سے تعلق رکھتی تھیں آج رات وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی صحت عرصہ سے کمزور چلی آ رہی تھی تین چار دن کی تشویشناک علالت کے نتیجہ میں اُن کی وفات ہوئی ہے۔ قادیان میں اُن کا جنازہ غائب پڑھنے کا انتظام فرمایا جائے۔ کیونکہ مرحومہ پرانی مخلصہ خادمہ تھیں اللہ اُس کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ فقط والسلام (دستخط حضرت) مرزا بشیر احمد (صاحب)

دعائے مغفرت۔ میرے خالو محترم چوہدری فضل احمد صاحب سابق پٹواری گورداس ننگل مورخہ ۴-۵-۵۳ کو بوجہ فالج ربوہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرماویں اور نماز جنازہ غائب بھی۔ (زیشی) محمد شفیع نائب قادیان۔

ہبلی علاقہ بمبئی میں یوم تبلیغ

اگرچہ اجتماعی رنگ میں تبلیغ کے لئے دن کو مخصوص کرنا تو مرکز کی طرف سے ضروری ہوتا ہے لیکن اگر تبلیغ کی اہمیت کو مدنظر رکھا جاوے تو جماعت کا بھی فرض ہے کہ اپنے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے انفرادی پروگرام بھی مرتب کرکے اس پر عمل پیرا ہو۔ ہماری جماعت کو قائم ہوئے صرف آٹھ ماہ ہوئے ہیں۔ خدا کے فضل سے اس وقت تک ہم باقاعدہ پروگرام کے ماتحت دو دفعہ اجتماعی رنگ میں یوم تبلیغ منا چکے ہیں۔ اور آئندہ خدا کی دی ہوئی توفیق کے ماتحت ہر ماہ کے آخری اتوار کو باقاعدہ یوم تبلیغ منایا جائے گا۔ وما توفیقنا الا باللہ۔

پچھلے ماہ ہمارا پروگرام صرف شہر ہبلی تک ہی محدود تھا۔ تین گروپ بنائے گئے تھے۔ ایک گروپ بائیسکلوں پر نکلا تھا۔ خدا کے فضل سے ہمارا یہ پہلا پروگرام جہاں تبلیغ حق کے لئے مفید رہا وہاں ہمارے اندر بھی ایک نیا جذبہ پیدا کرنے کا باعث ہوا۔ صبح آٹھ بجے سب احباب دارالتبلیغ میں جمع ہوئے اور دو رکعات نماز نفل باجماعت ادا کرنے کے بعد اپنے بھولے اور روٹھے ہوئے بھائیوں کو راہ حق دکھانے کے لئے نکل پڑے۔ اس کے بعد ہمارا دوسرا یوم تبلیغ ہبلی کی بجائے قریب میں ہی ۱۳ میل کے فاصلہ پر ایک شہر دھارواڑ واقعہ ہے ہوا جو ہمارے علاقہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے۔ وہاں زیادہ تعلیم یافتہ طبقہ رہتا ہے۔ صاحب استطاعت احباب اپنے اپنے خرچ پر بذریعہ ریل پہنچے اور ایک چار افراد پر مشتمل گروپ بائیسکلوں پر روانہ ہوا۔ وہاں بھی حسب سابق تین گروپ بنائے گئے۔ یہ امر نہایت ہی خوشی کا باعث ہوا کہ ہمارے دوسرے یوم تبلیغ میں ہمارے ایک مخلص غیر احمدی دوست نے بھی حصہ لیا۔ جو صرف ایک اعلیٰ عہدہ پر پنشن یافتہ ہیں۔ چنانچہ دھارواڑ کے وکلاء اور دوسرے اعلیٰ طبقہ کے لئے مکرم مولوی مبارک علی صاحب فاضل مبلغ ہبلی۔ مکرم حکیم عبدالرحمٰن صاحب سیکرٹری امور عامہ کو متذکرہ بالا دوست کے ساتھ لگا دیا گیا۔ اور مکرم حضرت صاحب جنرل سیکرٹری داد الجائی صاحب۔ محمد حسین صاحب کرنگی اور مولوی مخدوم صاحب دیہاتی مبلغ کا ایک گروپ دھارواڑ کے بازاروں کے لئے مقرر کیا گیا۔ اور مکرمی عبدالرزاق صاحب کنتور پریذیڈنٹ اور جناب حمید الدین صاحب۔ خاکسار اور افضل خان صاحب کو محلہ جات کے لئے مقرر کیا گیا۔ اختتام پر عموماً ہر ایک گروپ کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ الحمد للہ۔ اس دفعہ حضرت صاحب جنرل سیکرٹری کا گروپ کام کے لحاظ سے اول نمبر پر اور مکرمی مولوی مبارک علی صاحب کا گروپ دوسرے نمبر پر رہا۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو ہمارا تیسرا گروپ بھی خالی ہاتھ واپس نہیں آیا۔ ان کے ایک محلہ میں ہمارے ایک غیر احمدی دوست دو ماہ سے زیر تبلیغ ہیں۔ ایام الصلح۔ دعوۃ الامیر۔ پیغام احمدیت اور باقی دوسری کتب کا مطالعہ کر چکے تھے۔ وہ آمادہ بیعت ہوئے ہیں۔ اور ۵-۶ روز تک باقاعدہ دفتر میں آکر بیعت کر لینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور جلد از جلد اس علاقہ میں احمدیت کی ترقی ہو۔ یہ علاقہ خصوصاً کرناٹک باوجود احمدیت کے قریب ہونے کے حقیقت سے دور ہے۔ اور مختلف جماعتوں کا شکار ہوتا رہا ہے۔ جو اپنے آپ کو احمدیت کی شاخ کہتے رہے ہیں۔ اس علاقہ میں احمدیت کی صحیح تصویر کو پیش کرتے ہیں۔ گر ہم سے کوتاہی نہ ہوئی اور ہمارے شامت اعمال حائل نہ ہوئے تو امید ہے کہ بہت جلد یہ لوگ خدا تعالیٰ کے اس زمانہ کے نور سے منور ہو جائیں گے۔ ہم مرکز کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیں ہر رنگ میں تبلیغی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ عنقریب پیغام احمدیت Message of Ahmadiyat By M. B. Barkat B.A کنٹری میں شائع کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ پہلا پیغام مسلمانوں کے نظریہ کو مدنظر رکھکر پیش کیا گیا ہے۔ اور دوسرا پیغام ہندوستان کے موجودہ ماحول کے مدنظر ہر رنگ میں مفید رہا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

Shaikh Abdul nabi pardawala
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ ہبلی
6/5/53

ضروری تصحیح گذشتہ پرچہ میں جناب سردار گربچن سنگھ صاحب باجوہ کی آمد کے سلسلہ میں تواریخ ۱۰ اپریل اور ۱۱ اپریل غلطی سے لکھی گئی ہیں۔ اپریل کی جگہ ماہ مئی ہے۔ اسی طرح سید اقبال شاہ صاحب بھی بجائے ۷ اپریل کے ۷ مئی کو تشریف لائے اور ۱۰ مئی کو واپس تشریف لے گئے:

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور ہندو دھرم

از مکرم مہاشہ محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ

(۳)

۲۔ "خدا نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی میں ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔"
(حقیقۃ الوحی ص۷۲)

پھر آپ نے ہندو بھائیوں کے نام اپنا ایک سندیش دیا جس میں آپ فرماتے ہیں کہ
"خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گذرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا۔ اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہم معنی ہے اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئے گا جو کرشن کی صفات پر ہوگا اور اس کا بروز ہوگا اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں ہوں۔ کرشن کے دو صفات ہیں ایک رُدّر یعنی درندوں اور سوروں کو قتل کرنے والا یعنی دلائل اور نشانوں سے۔ دوسرے گوپال یعنی گائیوں کے پالنے والا۔ یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار اور یہ دونوں صفتیں مسیح موعود کی ہیں۔ اور یہی دونوں صفتیں خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں۔"
(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۱۳۰)

"کرشن کی دو صفات"

چنانچہ جب ہم گیتا کا سوادھیائے کرتے ہیں اس میں بھگوان ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے ان دونوں گنوں کا ورنن کرتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

परित्राणाय साधूनां विनाशाय
च दुष्कृताम् ।
धर्म संस्थापनार्थाय सम्भवामि
(गीता ४-८) युगे युगे ॥

साधूनां परित्राणाय च दुष्कृतां विनाशाय
धर्म संस्थापनार्थाय (गीता) युगे युगे
सम्भवामि ॥

ارتھ۔ سادھوؤں (نیکیوں) کی رکھشا اور دُشٹوں کے ناش کے لئے تتھا دھرم کو قائم کرنے کے لئے میرے کئی اوتار ہو چکے ہیں اور ہوں گے۔

مندرجہ بالا دونوں صفات کو دھارن کرکے ورتمان یگ کے اوتار بھگوان قادیان کا پرادربھاؤ ہوا۔ جیسا کہ بھگوان نے اپنے شبدوں میں فرمایا ہے۔ جو کہ اوپر لکھے جا چکے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کا یہ وشواس ہے کہ بھگوان مرزا غلام احمد جی قادیانی میں جس طرح تمام نبیوں کے گن تھے (تحفات جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء) ارتھات پرماتما کا یو رت اوتاروں کے ویش میں ہیں۔ ان میں تمام گن جو کہ بھن بھن اوتاروں میں تھے۔ وہ ان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ گن بھگوان رام میں تھے تتھا جو صفات بھگوان کرشن کی ہیں۔ تتھا جو گن آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسےٰ۔ آدی اوتاروں میں پائے جاتے تھے وہ سارے کے سارے آج ان میں وِدیمان ہیں پس ہم یہ مانتے ہیں کہ جو آپ میں تمام انبیاء علیہم السلام کے گن تھے تتھا ان کے بروز اور پرتی تھے۔

ہم یہ نہیں مانتے کہ یہ اوتار پھر جسم دھارن کرکے آئے تھے۔ پس مرزا صاحب کا دعوےٰ کہ مجھ میں بھگوان کرشن کی صفات موجود ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ بھگوان کرشن کا پرچار ہو پرنتو صرف اس لئے تاکہ مسلمانوں کو بتلایا جائے کہ بھگوان کرشن بھی پرماتما کے عظیم الشان اوتاروں میں سے تھے۔ اوسان کا ماننا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ واقعات بتاتے ہیں کہ حضور کے اس دعوے کی غیر متعصب ہندوؤں نے قدر کی ہے جیسا کہ شری پنڈت آتما رام شوخ ایڈیٹنگ آل انڈیا سناتن دھرم سبھا نے اپنے ایک لیکھ میں جو کہ سوراجیہ دہلی میں شائع ہوا ہے کہ

ا۔ "مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے میں بھگوان کرشن کے آدیش کا دعوے کیا تھا۔ اس سے کم از کم اتنا تو ثبوت ملتا ہے۔ کہ مرزا صاحب مرحوم بھی بھگوان کرشن کی تقدیس اور عظمت کے قائل تھے۔
(سوراجیہ دہلی ۵ ۱۲ راگست ۱۹۴۳ء)

۲۔ پنجاب کے تین مسلمان جو کہ احمدی کے ساتھ سمبندھ رکھتے ہیں بسنتیہ یگ کے دفتر میں بدھارے ان سے بات چیت کے دوران میں معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کا فرقہ بھگوان رام اور کرشن کو پرماتما کا اوتار مانتے ہیں اور ان کا سنسکار کرتے ہیں۔ نیز انہوں نے بتایا کہ بھگوان نشکلنک کلکی اوتار کا اوتار ہو چکا ہے جس کا نام شبھ نام مرزا غلام احمد جو لیا راج ہے ہم چونکہ اس سے زیادہ پریچت ہیں اس لئے اس پر کچھ فی الحال کچھ نہیں کہتے۔ ایک بات جس کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ شری مرزا جی نے اپنے تپ بل سے مسلمانوں میں سے ایک گروہ کو رام اور کرشن منوا لینا کس قدر یہ بڑا تپ ہے جو کہ پرماتما کے مہاپرشوں کے بغیر کہیں نہیں پایا جاتا۔" (ستیہ یگ اپریل ۱۹۲۵ء)

ورتمان یگ اور اوتار

پھر جب ہم موجودہ زمانہ پر درشٹی ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب جو کہ کسی نہ کسی رنگ میں اوتار کے جنم دھارن کرنے کے سدھانتی ہیں یہ وشواس رکھتے ہیں کہ ورتمان یگ ہی اوتار کے پرادربھاؤ ہونے کا ٹھیک سمے ہے۔ عیسائی۔ مسلمان۔ بدھ۔ ہندو۔ یہودی الغرض دنیا کے تمام دھرم اپنے اپنے دھرم پستکوں کے بتاتے ہوئے نیم الوسار موجودہ زمانہ میں ہی ایک اوتار کے منتظر ہیں۔ ان کا وشواس ہے کہ وہ چن کو دھرم پستکوں نے اوتار کے جنم دھارن کرنے کے بیان کئے تھے وہ تو پورے ہو چکے ہیں۔ پرنتو ابھی تک بھگوان نے جنم دھارن نہیں کیا۔ چنانچہ میں پرتیک دھرم کے پرسدھ ودوانوں کی رائے یہاں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں جن کا وشواس ہے۔ کہ موجودہ زمانہ ہی اوتار کے جنم لینے کا ہے

عیسائی۔ چنانچہ عیسائی مت ورتمان یگ میں بھگوان سے اوتار دھارن کرنے کی پرارتھنا کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"جس قدر بے دینی اس وقت دنیا میں پائی گئی ہے یقیناً تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں ملیگی۔ دور کیوں جاتے ہو۔ ہندوستان کو ہی لو۔ تو دیکھو گے کہ کلیسا میں مادیت کا کس قدر زور ہے اور بدعات جدیدہ کا ہر طرف شور و غل ہے تعلیم یافتہ شرکاء کلیسیا دین سے منحرف نظر آتے ہیں صدیوں کے مذہبی مسلمات سے بیزار اور نئی باتوں کے شیدا اور دلدادہ ہوتے جاتے ہیں۔ قوم قوم میں دشمنی پائی جاتی ہے۔ ایک فتنہ ابھی بیٹھتا نہیں کہ دوسرا سر اٹھا لیتا ہے ہری اور سوکھے باؤں سے کال در پھو نچا ہو ہے کون سا ملک غیر متاثر ہے گھر گھر میں باپ بیٹوں میں بھائی بہنوں میں ماں بیٹیوں میں محبت مفقود ہے۔ اتوار کی حرمت جاتی رہی ہے ہاں سینما اور تھیئٹر مسیحوں سے ضرور پُر ہوتے ہیں۔ وہ مذہبی چوپان کہ جن کے شانوں پر کلیسیا کی روحانی ذمہ واریاں ہیں۔ کتاب مقدس کو محرف بتا کر اپنے گلے کی بھیڑوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ خداوند مسیح کی معجزانہ پیدائش کے۔ اس کے معجزوں کے اور کفارہ کے اس کی قیامت اور صعود کے وہ منکر ہیں اور حق تو یہ ہے کہ یہ نام نہاد خادمانِ دین ہی کلیسیا میں موجودہ مُردنی اور انحراف کے ذمہ دار ہیں یہی نشانات آمد ثانی کے ہیں۔"
دیباچہ رسالہ مقررہ وقت مصنفہ پادری ایم۔ ایف نجم الدین لاہور۔

اہل اسلام اور موجودہ زمانہ

دوسرا مذہب جو کہ ایک مصلح اور اوتار کی پرتیکشا کر رہا ہے وہ اسلام ہے عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی موجودہ زمانہ میں ایک مصلح ربانی کا راستہ دیکھ رہے ہیں۔
سید سلیمان ندوی کی رائے۔ چنانچہ سید سلیمان شاہ صاحب ندوی آپ نے ایک لیکچر میں جو کہ انہوں نے حمایت اسلام لاہور کے جلسہ پر دیا تھا فرماتے ہیں کہ:۔

"پیرزادے تولیوں گے دیہاتی لوگ باہم کٹ مرے مولوی بھی جنگ آشتی میں رہے امید تھی ان گرتی ہوئی ایٹوں پر کہ جیبی باہم ملادیں گے۔ مگر خدا کی قدرت اگر ہم میں بگاڑ تھا تو ان میں بلیگ پیدا ہو گیا۔ اب مسلمانوں کا کیا بنے۔ مولوی الگ تباہ ہوئے تعلیم یافتہ جدا مضطرب رہے خسر الدین و الدنیا کی نوبت آپہنچی۔ ہماری دعاؤں میں بھی تو اب کوئی اثر نہیں رہا نہ معلوم کیا بات ہو گئی ہے کہ بیرنگ واپس آرہی ہیں۔ ہماری بیماری کا علاج یورپ کے ڈاکٹر نہیں کر سکتے۔ آخر سب طرفوں سے ناامید ہو کر پکار اُٹھے ہیں کہ ؎

اے بہ سرا پردۂ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

۲۔ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی رائے ۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں کہ

یہ رسالہ ظہور امام علیہ السلام کی آخری اطلاع ہے اس کے بعد کسی دعوت اور اطلاع کی ضرورت نہیں ہو گی۔ کیونکہ انتظار کا وقت ختم ہو گیا ظہور کا وقت آ گیا۔ ہم اپنے مذہب آثار و قرائن اور علامات کی بنا پر پہلے ہی کہہ رہے ہیں کہ ظہور امام الزمان کا یہی زمانہ ہے۔ غیر اقوام کی تحریریں تو اس وجہ سے درج کی گئی ہیں تاکہ مسلمانوں کو بھی معلوم ہو جاوے کہ اس وقت غیر مسلم اقوام بھی امام الزمان کی آمد کی انتظار کر رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ پیدا ہوں گے کسی کا عقیدہ ہے کہ وہ موجود ہیں۔ مگر پوشیدہ رہتے ہیں اور اب یہ زمانہ ان کے ظہور کا ہے۔ اسی واسطے میں دنیا بھر کے اسلامی تاجداروں اور علماء و مشائخ و مجتہدین و سیاسی لیڈروں کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ حضرت امام کے خیر مقدم کے لئے تیار ہو جائیں تیاری قتل و جہاد کی نہیں بلکہ حضرت امام کے قبول کرنے کی اور ان کی برکات سے فیض یاب ہونے کی کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان ان کی آمد کے بعد لوگوں کو بہکائے گا۔ اور طرح طرح کے مغالطے ڈالے گا تاکہ خلقت اطاعت امام کی سعادت سے محروم رہے مگر حدیثوں میں آ چکا ہے کہ کچھ ایسے شقاوت مآب لوگ بھی ہوں گے جو حضرت امام کا انکار بھی کریں گے اور ان کے فیض عام سے محروم رہ جائیں گے۔"

مسز اینی بیسنٹ کی رائے

اسی عبارت کی پرسدھ لیڈر شریمتی بسنتی دیوی نے بھی اپنے ایک مضمون میں انہی وچاروں کا اظہار کیا تھا چنانچہ آپ لکھتی ہیں کہ:-

"اگر گذشتہ زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی شخص اصلاح قوم کے لئے آتا رہا ہے تو اگر موجودہ زمانہ میں اس غرض کے لئے کوئی آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ درحقیقت ایک عجیب بات ہے کہ چند سالوں سے لوگوں کا رجحان اسی طرف ہے کہ خدا کی طرف سے کسی آنا چاہیے کیونکہ لوگوں نے دیکھا کہ دنیا میں کوئی نظام نہیں رہا۔ باوجود دولت اور سامان عیش و عشرت کے ترقی کر جانے کے غربت اور مصیبت ترقی کرتی جاتی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ غریبوں کے آنسو بادشاہوں کے تخت اُلٹ دیتے ہیں جن کی نظر وسیع تھی انہوں نے فوراً بھانپ لیا کہ موجودہ زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی آئے جو کہ لوگوں کو خود غرضی اور لالچ کے لق و دق صحراؤں سے نکال کر محبت اور اخوت کے خوشنما باغوں میں لے جائے۔ ... پس عیسائیوں کو بھی اپنے آقا کے دوبارہ آنے کا انتظار نہیں بلکہ دوسری قوموں اور ملکوں کے درمیان کسی مصلح کی آمد کی تیاریاں اور بھی زور شور سے ہو رہی ہیں۔ ہند کی پاک سرزمین میں جہاں رشیوں دیوں کا ہمیشہ خیر مقدم ہوتا رہا ہے اس کی زبردست انتظار ہے ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ضرور اپنے وقت بھی آتے ہیں۔ جبکہ ایشور کے روپ میں رہبران دین ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اس عالمگیر جنگ کے دنوں میں قدرتی طور پر ایک دور کو ختم ہوتے دیکھتے ہیں۔ اور ان کی روایات اس وقت ایک اوتار کے آنے کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔"

(آرڈر آف دی سٹار ان دی ایسٹ ۱۹۱۸ء)

ہندو نیتاؤں کی پکار

مسلمان اور عیسائیوں کی پکار کے بعد اب میں ہندو نیتاؤں کی وہ پکار درشن کرانا چاہتا ہوں جو کہ وہ بھگوان کرشن کے جنم دھارن کرنے کی دیری کے کارن بھگوان سے کر رہے ہیں۔

مسٹر شانتی پرشاد کی پکار

چنانچہ مسٹر شانتی پرشاد لکھتے ہیں کہ:-
گذشتہ ایک ہزار سال سے جو ہندوستان میں آفتیں نازل ہوئی ہیں ان کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن بیسویں صدی میں سوشل زوال اور پولیٹیکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گئی۔ اگر گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے۔ تو ان کے اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے اس لئے بھگوان کرشن آؤ جنم لو۔ دنیا سے ناپاکی کو دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ مستحق کو اس کے استحقاق دو اور ظالموں سے دنیا پاک کرو۔ اور یہ وعدہ پورا کرو۔
چوں بنیاد دیں سست گردد بسے
نمائند خود را بشکل کسے

(تیج کا کرشن نمبر ۱۸ اگست ۱۹۲۶ء)

اے سانوں مدتاں دی انتظار لگی آکے رتے دردی کلا آکے
گمن گھیر اندر پٹی بیڑی ساڈی جیو جیہڑا لاہن تے لاآکے
ہند ویریم دا رستہ بھل گئے ہن انہاں بھلیاں نوں راہ پا کے
جمنا گھاٹ ہے بے آباد آجکل مرلی کے ساتھ وے رونقاں لا آکے
نیرے بھگت پئے جھیلدے دکھ ڈاہڈے ہن تے انہاں نیں کشٹ مکا آکے
دھرم بھگتاں دی پھیر بندھا آکے گیتا دا لیا گیتا سنا آکے

جیکر آونا ایں کرشنا آ چھیتی۔ کاہنوں بھگتاں نوں پیا ترسا رہناں ایں
اگ بال کے درد فراق والی کاہنوں بھگتاں نوں پیا ملیا رہناں ایں
گیتا وچ جد قول قرار کیتے۔ کیتے قول نوں کیوں بھلا رہناں ایں
پاتے آیاں دے جواب سانوں اینویں کاس دے لئی لمکا رہناں ایں
لیڑ ھا مکٹ دھر کے ہتھ تیرا تیرا بھگتاں نوں درشن دکھا ہے
ارجن وانگ سب تھیا چھڈ بیٹھے گیتا ما لیا گیتا سنا آکے

(آنند لاہور ۱۲ ربیٹ ۱۹۲۷ء)

اپرو کت آرا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مانو سماج کی دھار کہ درکتا اس قدر ہو چکی ہے جو کہ نسندیہ ایک اوتار کے دوارا ہی ٹھیک ہو گی۔ دنیا کی حالت اس مریض نیم جان کی طرح ہے جو کہ درد سے تڑپ رہا ہو اور کسی کروٹ چین نہ ہو تکلیف اور کرب کے مارے بے چین ہو ایسے وقت میں کسی ہوشیار اور تجربہ کار وید یا ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ مریض کی بیماری کو دور کر کے آب حیات پلائے تاکہ اس کی رگوں میں زندگی پیدا ہو یہ مریض کی بدقسمتی ہو گی۔ اس کو یہ کہہ کر تسلی دی جائے کہ آپ واقعی بیمار ہیں اور شدید بیمار ہیں لیکن فکر نہ کریں گھبرائیں نہیں آج سے تقریباً ایک لاکھ سال بعد آپ کے علاج کے لئے ایک لائق تجربہ کار وید ڈاکٹر تشریف لائینگے۔

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

ہندو دھرم اور اوتار کی ستینا

پرنتیم اسکے کہ میں اس زمانہ کے اوتار کی ستیہ تا پر وچار کروں ضروری ہے کہ پہلے ان نیموں کا سوادھیائے کیا جائے۔ جو کہ ہندو دھرم گرنتھوں نے کسی اوتار اور مہا پرش کی صداقت کے لئے بیان فرمائے ہیں۔ اگر کوئی اوتار ان معیاروں پر پورا نہیں اترتا بلکہ اس کی جیون اس کے وپریت ہے تو ہرگز ہمیں ادھیکار نہیں ہے کہ اس کی سچائی یا دعویٰ پر وچار کریں پرنتو یدی وہ ان معیاروں پر پورا اترتا ہے تو پھر ہمیں ادھیکار ہے کہ اس کے جیون پر وچار کریں۔

پیشگوئیاں

ان معیاروں میں سب سے پہلے میں ان پیشگوئیوں کو لیتا ہوں جو کہ اوتار پرگٹ ہو کر مانو سماج کے سامنے رکھتے ہیں وہ پیشگوئیاں چار پرکار کی ہوتی ہیں (۱) اپنے جیون کے متعلق (۲) اپنے انویائیوں کے متعلق (۳) اپنے نرادر کرنے والوں کے متعلق (۴) اور سارن دنیا کے لئے اگر کوئی ویکتی یہ چار پرکار کی پیشگوئیاں کرتا ہے اور پھر ان میں پورا اترتا ہے تو ہمیں اس کے سویکار کرنے میں کوئی سنکوچ نہیں کرنا چاہیے۔

آنند کند بھگوان کرشن چندر جی مہاراج نے اپنی سچائی کے لئے ان ہی چار ولا معیاروں کو پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مہابھارت کے یدھ میں ایک دن دریودھن۔ شکنی دشاسن اور کرن چاروں مل کر مشورہ کرتے کہ پانڈو ہم سے کیا طاقت رکھتے ہیں ان کا مارنا یا نہ مارنا برابر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اگر پانڈوؤں کو شکست دینی ہے تو سب سے پہلے کرشن کو مارا جائے کرشن کے مر جانے پر پانڈو خود بخود ہی مر جائیں گے جیسا کہ مہابھارت میں لکھا ہے کہ:-

(1) कृष्णो हि मूलं पाण्डूनां पार्थः स्कन्ध इवोद्गतः
2. शाखा इवेतरे पार्थाः पञ्चालाः पत्रसंज्ञिताः
2- कृष्णाश्रयाः कृष्णबलाः कृष्णनाथाश्च पाण्डवाः
कृष्णः परायणं चैषां ज्योतिषामिव चन्द्रमाः
3- तस्मात्पर्णानि शाखाश्च स्कन्धं चोत्सृज्य सूतज
कृष्णं निन्धि पाण्डूनां मूलं सर्वत्र सर्वदा
4- हन्याद्यदि हि दाशार्हं कर्णो यादवनन्दनम्
कृत्स्ना वसुमती राजन्वशे
ते स्यान्न संशयः ॥

مہابھارت درونا پرب
(ادھیائے $\frac{182}{22-24}$)

ارتھ۔ کرشن ہی پانڈوؤں کی جڑ ہیں بھیم سین وغیرہ بھا در تو صرف شاکھا ہیں اور پنچال گن پتے ہیں جیسے تمام جوتش گن کا آدھار چندرما ہے ویسے ہی پانڈوؤں کا آشریہ بھی سوامی سہائک پرم گتی سب کچھ کرشن ہی ہے۔ اس کارن۔ پتے۔ شاکھا۔ سکندہ آدمی کو چھوڑ کر پانڈوؤں کی جڑ یعنی کرشن کو ہی مارنا چاہیے تاکہ ہمارے سارے دکھ دور ہو جائیں اور ہم ساری دنیا پر حکومت کر سکیں۔"

مہابھارت درونا پرب ادھیائے $\frac{182}{22-24}$

(باقی)

درخواست دعا۔ میری والدہ محترمہ۔ بھائی اور بیوی سخت بیمار ہیں دوستوں سے ان کی کامل صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کی درخواست ہے۔
ملک صلاح الدین

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

ق نمبر ۱۳۱۰۱ منکہ حبیبہ خاتون بنت محمد یعقوب حسین صاحب قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر قریباً ۱۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بیرام پور ڈاکخانہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں (۱) زمین دو بگیھا اس کی حال قیمت یا بازاری ریٹ ۵۰۰/- روپے ہے اور سالانہ آمد (حال سن کا) ۶۴/- روپے۔ (۲) زمین غیر آباد (رہن) ۳/۴ بگیھا غیر منقولہ حال قیمت یا بازاری ریٹ ۲۷/۸/- روپے آمد سالانہ حال سن کا ۱۲/- روپے۔ کل میزان ۵۴۱ روپے کا بھی دسواں حصہ وصیت کرتی ہوں۔ نوٹ۔ اس پر میرا گذارہ ہے۔ نیز اس کی سالانہ آمد کسی سال کم اور کسی سال زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ (۳) مکان معہ مٹی کی بنی ہوئی چھت بن سے دوسروں کے ساتھ حصہ دار ۱/۱۰ حصہ کی قیمت یا بازاری ریٹ ۱۰۰/- روپے ہے۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی۔ اس کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ۔ اراضی دریا مرکھی کے دو طرف وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور اراضی افتادہ دریائے مرکھی کے کنارہ میں وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ الامتہ بزبان بنگالی حبیبہ خاتون گواہ شد بزبان بنگالی۔ محمد ثاقب بیرام پور۔ گواہ شد بزبان انگریزی زین الحق بیرام پور۔

ق نمبر ۱۳۱۰۲ منکہ منصورہ خاتون بیوہ عبدالوحید صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۴۶ء ساکن بیرام پور ڈاکخانہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں

جائداد مع تفصیل	بازاری ریٹ حال	آمد سالانہ حال
۱۔ مکان مٹی کا بنی ہوئی چھت بن کا ہے نیز اس میں اور بھی حصہ دار ہے۔ اپنے حصہ کی قیمت (مع بگہ کے) حال بازاری ریٹ کے لحاظ سے	۱۰۰/- روپے	x
۲۔ مہر ۲۰۰/- روپے یہ رقم خاوند سے وصول نہیں کی گئی تھی۔ لہذا خاوند کے ترکہ زمین میں سے ابھی لے کر وصیت کرتی ہوں اور وہ زمین ۳/۴ بگیھا ہے جس کا حال بازاری ریٹ	۲۰۰/- روپے ہے اور آمد سالانہ	۴۲ روپے
(۲) زمین غیر آباد (رہن ہے) ۳/۴ بیگھہ	۲۷/۸/- روپے " "	۱۲ "
(۳) زمین آبادی ۱½ بگیھا	۲۷ روپے " "	۴۸ "

کل آمد سالانہ ۴۸/- روپے کے بھی دسواں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

نوٹ:۔ اس جائداد پر میرا گذارہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی جائداد نہیں ہے نیز اس کی سالانہ آمد کبھی زیادہ اور کبھی کم ہوتی رہتی ہے۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل تو ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کرلوں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ:۔ اراضی دریائے مرکھی کے دو طرف واقع ہے۔ موضع ابراہیم پور:۔ اراضی افتادہ دریائے مرکھی کے کنارے میں واقع ہے موضع ابراہیم پور۔ الامتہ بزبان بنگالی منصورہ خاتون۔ گواہ شد بزبان بنگالی محمد ثاقب مقام بیرام پور۔ گواہ شد بزبان انگریزی زین الحق مقام بیرام پور۔

ق نمبر ۱۳۱۰۳ منکہ سائرہ خاتون بیوہ محمد یعقوب حسین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۴۶ء ساکن بیرام پور ڈاکخانہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۴/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ (۱) مکان مٹی کا بنی ہوئی اور چھت بن سے) مع جگہ دوسرے حصہ دار بھی ہیں اپنے حصہ کی حال قیمت یا بازاری ریٹ ایک سو روپے ہے غیر منقولہ۔ (۲) مہر ۲۰۰ روپے یہ خاوند مرحوم سے وصول نہیں کیا گیا تھا۔ لہذا اب شوہر کے ترکہ جائداد سے ۳/۴ بگیھا وصول کرکے وصیت کرتی ہوں جس کی حال قیمت یا بازاری ریٹ دو سو روپیہ ہے غیر منقولہ۔ اس کی سالانہ آمد (حال سن کی آمد) ۲۴ روپے۔ (۳) زمین جو اپنے حصہ میں ملی ہے وہ ایک بگیھا ہے اس کی حال قیمت یا بازاری ریٹ اڑہائی سو روپے ہے۔ غیر منقولہ سالانہ آمد (حال سن کی آمد) ۳۲ روپے (۴) غیر آباد زمین (رہن) غیر منقولہ بازاری ریٹ ۲۷/۸/- روپے سالانہ آمد ۱۲/- روپے۔ کل آمد سالانہ ۶۸ روپے ہے اس کا بھی دسواں حصہ وصیت کرتی ہوں۔ نوٹ:۔ اس جائیداد پر میرا گذارہ ہے نیز اس جائداد کی سالانہ آمد کسی سال کم اور کسی سال زیادہ ہوتی ہے۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل خزانہ یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد اور پیدا کرلوں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ:۔ اراضی افتادہ دریائے مرکھی کے کنارہ میں واقع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ اراضی دریائے مرکھی کے دو طرف واقع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ اراضی دریائے مرکھی کے دو طرف واقع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ الامتہ موصیہ بزبان بنگالی سائرہ خاتون۔ گواہ شد بزبان بنگالی محمد ثاقب موضع بیرام پور۔ گواہ شد بزبان انگریزی زین الحق مقام بیرام پور۔

ق نمبر ۱۳۱۰۴ منکہ عمر شیخ ولد امین شیخ صاحب قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن بیرام پور ڈاکخانہ بھرت پور موضع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال ہندوستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۵/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ (۱) زمین آباد اڑہائی بیگھا ہے اس کا بازاری ریٹ یعنی حال قیمت پانچسو روپے ہے۔ سالانہ آمد یعنی حال سن کی آمد ۱۳۰/- روپے ہے۔ نوٹ:۔ بندہ کبھی کبھی منظوری بھی کرتا ہے جس کی سالانہ آمد قریباً ایک سو روپیہ ہوگی بندہ کا مکان کوئی نہیں دوسرے کی جگہ پر رہتا ہے جب اپنا مکان تیار ہو جائے گا۔ تو اطلاع دی جائیگی (بندہ ہجرت کرکے بیرام پور آیا تھا) (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد یا رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو اس رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کرلوں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد موصی نشان انگوٹھا محمد عمر شیخ۔ گواہ شد بزبان بنگالی محمد ثاقب۔ گواہ شد بزبان بنگالی محمد یونس موضع بیرام پور

ق نمبر ۱۳۱۲۹ منکہ نور جہاں بیگم زوجہ مولوی عبدالقادر صاحب دانش دہلوی قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا ۵۰۰ روپیہ حق مہر میرے خاوند مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی دانش کے ذمہ واجب الادا ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس وقت میرے پاس سونے کے دو تولہ زیورات ہیں جن کی موجودہ ریٹ کے مطابق ۱۱۶/- روپیہ فی تولہ کے حساب سے ۲۳۲ روپے قیمت ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں حق مہر کے حصہ وصیت کو اپنے وعدہ کے مطابق ایک روپیہ ماہوار اپنی حین حیات میں ادا کرنیکی کوشش کروں گی۔ اور اگر پورا حصہ ادا نہ کرسکوں تو بعد وفات بقایا جات اور اس کے علاوہ جو منقولہ اور غیر منقولہ جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی یہ وصیت بقائمی ہوش و حواس لکھ کر دے رہی ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ الامتہ نشان انگوٹھا نور جہاں بیگم گواہ شد عبدالقادر ناظر امور عامہ قادیان ۱۲/۵/۵۲ گواہ شد قریشی عطاءالرحمن عفی عنہ معاون نظارت علیا قادیان ۱۲/۵/۵۲۔

نمبر ۱۰۴۴۹ منکہ بشیر احمد ولد محمد اسمٰعیل صاحب قوم راجپوت پیشہ نصف زندگی عمر ۲۲ سال تاریخ وصیت ۱۹۳۱ء ساکن گھنیکے ننگر ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۷/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے یعنی وظیفہ ۲۷ روپے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو انشاءاللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد بشیر احمد موصی ولد محمد اسمٰعیل صاحب حال مقیم قادیان محلہ دارالبرکات دار الواقفین۔ گواہ شد علی محمد صحابی موصی انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد سید منظور احمد شاہ واقف زندگی۔ ۱۲/۷/۴۸

منتخب خبریں!

ایبٹ آباد۔ ۱۳ رمئی گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے کہا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اپنے تعلقات بہتر بنانے کے لئے سنجیدگی سے غور کریں۔ کل ایبٹ آباد میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کے تعلقات ایک شرط پر بہتر ہو سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہندوستان اور پاکستان کی مکمل خود مختاری اور آزادی کو بلا شرط منظور کرے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا پاکستان کسی بلاک کا جبہ بردار بننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ آپ نے کہا ہم ملکوں کی آزادی چھین گئی ہے ان کے لئے آزادی حاصل کرنے کی کوشش میں ہم ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ اور ایسا کرتے ہیں ہم نے کسی کو نقصان کی پرواہ نہیں کی۔

تہران۔ ۱۳ رمئی پرسوں تہران میں جن چار فوجی افسران کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ان کو آج صبح چھوڑ دیا گیا۔ پولیس کے ایک افسر نے بتایا ہے کہ ان افسران کو ایرانی پولیس کے سابق افسر اعلیٰ جنرل افشار توس کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ سابق فوجی کلب میں حکومت کے خلاف سرگرمیاں اختیار کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔

کراچی۔ ۱۵ رمئی پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے کل رویتِ ہلال کے اعلان کے سلسلہ میں کہا کہ مجھے امید ہے کہ پاکستانی ماہ رمضان کے احترام کا پورا پورا خیال رکھیں گے۔ روزے مسلمانوں کو ضبط و نظم اور صبر و استقلال کا سبق دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمان روزوں کی آزمائش میں کامیاب رہیں گے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ اسلام رواداری کی تعلیم دیتا ہے اور انسان کے لئے ان فرائض کی ادائیگی ضروری قرار دیتا ہے جو دوسرے انسان کی طرف سے ان پر عائد ہوتے ہیں۔

سکندر آباد۔ ۱۴ رمئی مسٹر جے پرکاش نرائن نے یہاں دیہاتیوں کو ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ کسی حالت میں تشدد سے کام نہ لیں۔ تشدد کا نتیجہ مکمل تباہی ہوگا۔ ریاست کے بعض حصوں میں غریبوں نے تشدد کا مزا چکھ لیا ہے۔ غریبوں اور مفلوک الحال لوگوں کو وہ سبق یاد رکھنا چاہئے۔ جو انہیں تلنگانہ میں حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا انصاف اور رواداری کی بنا پر نئی سوسائٹی بنائی جائے۔

لندن۔ ۱۵ رمئی قصر بکنگھم سے اعلان کیا گیا ہے کہ ملکہ الزبتھ نے جشن تاجپوشی میں شرکت کے لئے ... ممالک کو دعوت دی ہے۔ روس اور مشرقی یورپ کے چار ممالک پولینڈ۔ ہنگری۔ چیکوسلاواکیہ اور رومانیہ کی نمائندگی ان ممالک کے سفیر یا منسٹر کریں گے دوسرے ممالک خاص نمائندے بھیج رہے ہیں۔

کہ نے بعض لوگوں کو پرائیویٹ حیثیت سے بھی مدعو کیا ہے۔ مثلاً ٹرگرے لی سابق سکرٹری جنرل اقوام متحدہ۔

مدعو لوگوں کی سرکاری فہرست میں ۲۲ شہزادے ۱۰ تین شیوخ۔ پانچ وزرائے اعظم۔ ۱۱ وزرائے خارجہ کے نام درج ہیں۔ چینی کو مدعو نہیں کیا گیا۔

غازی آباد۔ ۱۵ رمئی یو۔پی کے پٹواریوں نے جن کی تعداد ۲۰ ہزار کے قریب ہے ایک جلسے کے بعد اعلان کیا ہے۔ کہ اس کا امکان ہے کہ پٹواری ۲۵ رمئی سے ستیہ گرہ شروع کر دیں۔ اگر یہ اقدام کیا گیا تو اس کا مرکز غالباً غازی آباد کو مقرر کیا جائے گا۔

پٹواریوں کے متعلق حکومت یو۔پی نے جو روش اختیار کر رکھی ہے۔ مذکورہ بالا جلسے میں اس پر کڑی نکتہ چینی کی گئی۔ ابتدائی پروگرام یہ ہے کہ پٹواری پہلے اپنے اپنے اضلاع میں مظاہرہ کریں۔ ستیہ گرہیوں کا مرکز یو۔پی اور دہلی کی سرحد کے قریب قائم کیا جائے گا۔ جہاں سے پٹواری ستیہ گرہ کرنے کے لئے راج گھاٹ یا پارلیمنٹ ہاؤس جا سکیں گے حکومت یو۔پی اور پٹواریوں کے درمیان سمجھوتہ کی گفت و شنید کامیاب نہیں ہوئی۔

دہلی۔ ۱۴ رمئی آج صبح دہلی پولیس نے جن سنگھ اور ہندو مہا سبھا کے دفتروں پر چھاپے مار کر ۸۷ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے ۷۰ کو ہندو مہا سبھا کے دفتر سے اور ۱۷ کو جن سنگھ کے دفتر سے گرفتار کیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ گرفتار شدگان میں سے زیادہ تر یو۔پی کے باشندے ہیں اور وہ ان دفاتر میں اس لئے جمع ہوئے تھے۔ تاکہ ناجائز طور پر جموں میں جانے کی تیاری کریں۔

ادھر سبزی منڈی میں آج نصف درجن اشخاص کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔

کلکتہ۔ ۱۴ رمئی کل ہند امن کونسل کے صدر ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے آج یہاں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ہمیں اس امر کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ کہ ایشیائیوں کو ایشیائیوں کے خلاف نہ لڑایا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ صدر آئزن ہاور کی پالیسی کا یہ سنگ بنیاد ہے کہ ایشیا میں بھائی کو بھائی بھائی کے خلاف کر دیا جائے۔ ہمیں اس کی سخت مخالفت کرنی چاہئے۔

انہوں نے کہا کہ مسٹر ڈلس کی ہند میں مجوزہ آمد نامناسب ہے اور میں انہیں مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے ارادہ کو ترک کر دیں۔ انہوں نے پنڈت

نہرو سے اپیل کی کہ وہ نئی دہلی میں ۵ بڑوں کی امن کانفرنس طلب کریں۔ اور اس سلسلہ میں سوویٹ روس اور چین کی حکومتوں نے رضامندی ظاہر کر دی ہے اور مسٹر چرچل کی حالیہ تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ بھی اس کانفرنس کا خواہاں ہے۔

اپنے دورہ روس کے تاثرات بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہاں پر مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے اور میں نے آنکھوں سے سینکڑوں لوگوں کو مسجدوں میں نماز پڑھتے دیکھا۔

واشنگٹن۔ ۱۴ رمئی صدر آئزن ہاور نے آج اپنی ہفتہ وار پریس کانفرنس میں بتایا کہ وہ قیام امن کے لئے ہر ممکن اقدام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ کمیونسٹ اپنے دعووں کے حق میں ٹھوس ثبوت پیش کریں ابھی تک مجھے ان کے رویہ میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے۔

لندن۔ ۱۴ رمئی ایک سے زائد حلقوں کے سیاستدان اس امید کا اظہار کر رہے ہیں کہ کوئی دو ہفتے بعد لندن میں ہندوستان اور پاکستان کے وزرائے اعظم کو اکٹھا ہونے کا جو موقع ملے گا۔ وہ انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ ہندوستان اور پاکستان کے نمائندے آجکل دہلی میں نہرو محمد علی کانفرنس کے لئے ایجنڈا تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ جو غالباً ملکہ الزبتھ کی تاجپوشی کے بعد ہوگا۔ در یں اثنا لندن میں اس رائے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ اس کانفرنس سے پہلے ہی لندن میں دونوں وزرائے اعظم اہم مسائل پر غیر رسمی بات چیت شروع کر سکتے ہیں۔ کیونکہ لندن میں تاجپوشی کے جشن کے دوران میں ان کا یکجا ہونا یقینی ہے۔

چونکہ پاکستان کی نئی حکومت ہند پاکستان تنازعات کو پر امن طریقوں سے حل کرنے کے حق میں ہے اس لئے یہاں پر مقیم مشرقی اور مغربی دونوں بنگالوں کے باشندوں نے مسٹر محمد علی کا مشترکہ خیر مقدم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کراچی۔ ۱۴ رمئی معلوم ہوا ہے کہ اردو اور انگریزی رسم خط کے ساتھ ساتھ آئندہ پاکستانی ڈاک ٹکٹوں پر بنگالی تحریر کے لئے بھی حکومت پاکستان نے حکم دے دیا ہے۔ اب تک ٹکٹوں پر صرف اردو اور انگریزی کی عبارتیں ہوتی تھیں۔

واضح رہے کہ اس وقت پاکستان کی کوئی سرکاری زبان نہیں ہے۔ اور اس بات پر اختلاف ہے کہ سرکاری زبان اردو ہو یا بنگالی یا دونوں

مدراس۔ ۱۵ رمئی حکومت مدراس نے فیصلہ ہے کہ ان لوگوں کو جو ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں بکری ٹیکس کے قانون کے تحت نافذ ہونے والی لائیسنس کی فیس سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

راجکوٹ۔ ۱۴ رمئی ایک گاؤں میں اہیر ذات کے ہندوؤں نے لاٹھیوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر ایک ہریجن خاندان پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں دو ہریجن زخمی ہوئے۔ ایک کی حالت نازک ہے پولیس کے بروقت پہنچ جانے سے مزید گڑبڑ رک گئی۔

لندن۔ ۱۸ رمئی رینالڈس نیوز کے سفارتی نامہ نگار نے اس امر کا انکشاف کیا کہ وزیر اعظم نہرو نے بڑی طاقتوں کی کانفرنس کا ایک پروگرام تیار کیا ہے۔ وہ اس پلان کو لندن میں دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں پیش کریں گے۔

اس اخبار نے لکھا ہے کہ مذکورہ کانفرنس میں اس پلان کو پیش کرنے سے پہلے پنڈت نہرو اس پلان پر مسٹر چرچل سے بات چیت کریں گے۔ یہ پلان دو حصوں میں تقسیم ہے پہلے حصہ میں ان مسائل کا ذکر ہے جن کے فوری کام کی ضرورت ہے۔ مثلاً کوریا جرمنی آسٹریا کا معاہدہ چین کو اقوام متحدہ کا رکن بنانا اور ہند چینی کا مسئلہ۔ دوسرے حصہ میں اسلحہ اور مغربی ممالک کی طرف سے ایشیا کے پسماندہ ممالک کو زیادہ سے زیادہ امداد دینے کا مطالبہ۔

پیکنگ۔ ۱۸ رمئی یہاں حال ہی میں مسلمانانِ چین کے مختلف فرقہ اور ان کی مختلف انجمنوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں چینی مسلمانوں کی ایک انجمن چائنا اسلام ایسوسی ایشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

ٹوکیو۔ ۱۷ رمئی جنرل نائٹن ٹوئینگ امریکی فضائیہ کے نئے چیف آف اسٹاف نے یہاں پر اس خیال کا اظہار کیا کہ کوریا میں ایٹم بم استعمال کرنے کے سوال پر غور کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شاید بم کو محدود طور پر استعمال کیا جائے۔ امریکی طیاروں کے لئے کوریا جیسے چھوٹے ملک میں محدود رہ کر کام کرنا مشکل ہے۔ انہوں نے اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ امریکن طیارے منچوریا پر بھی بمباری کریں گے۔ امریکہ کو ایٹمی جنگ سے محفوظ رکھنے کا کام کمیونسٹوں کے پر بمباری سے شروع ہونا چاہئے۔